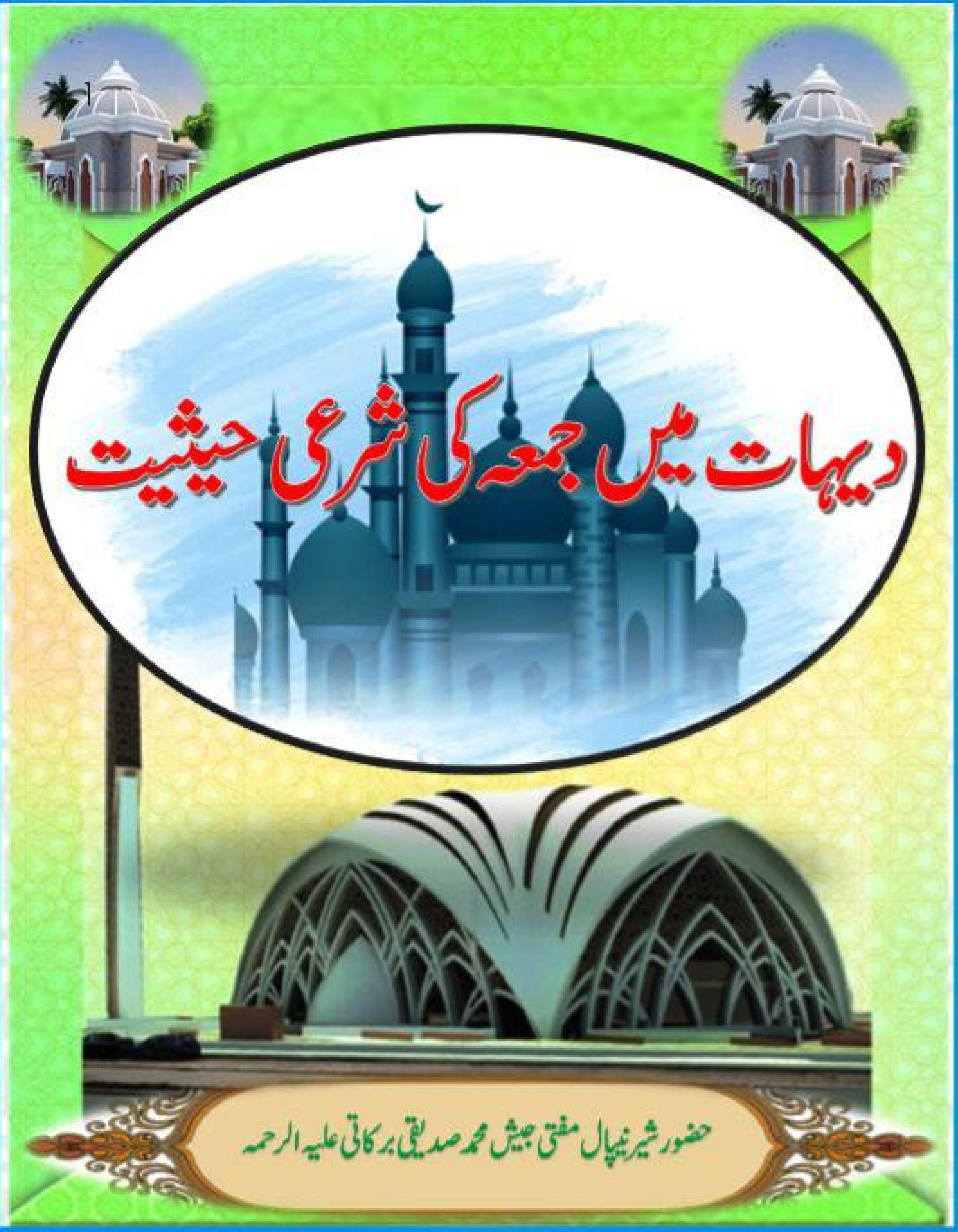

دیہات میں جمعہ کی شرعی حیثیت

حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ

دیہات میں جمعہ کی شرعی حیثیت

مُصنف

حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ

خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

ترتیب و تقدیم

ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی، برکاتی (تاراپٹی نیپال)

ناشر

البرکات اکیڈمی، خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : دیہات میں جمعہ کی شرعی حیثیت

مصنف : حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ
خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

ترتیب وتقدیم: ابو العطر محمد عبد السلام امجدی، برکاتی
(تاراپٹی، دھنوشا، نیپال)

سنہ تالیف : ربیع الاول 1413ھ

ناشر: البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف، ضلع دھنوشہ، جنکپور (نیپال)

{ملنے کے پتے}
خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

www.barkatussunnah.com

تقدیم

از: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ

تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ رسالہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے عرصہ دراز قبل ربیع الاول شریف ۱۴۱۳ھ میں یعنی آج سے بتیس سے سال قبل تحریر فرمایا تھا جس میں آپ نے اصل مذہب کے مطابق فتویٰ صادر فرمایا کہ دیہات میں جمعہ کی نماز جائز نہیں، وہاں جمعہ کے دن بھی ظہر ہی فرض ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض یا اکثر دیہاتوں میں ایک مدت سے جمعہ لوگ پڑھتے چلے آرہے ہیں تو اس بارے میں فقہا نے یہی فرمایا کہ اسے بند نہ کیا جائے، البتہ ظہر پڑھنے کی تاکید کی جائے اور عوام کو نرمی سے اس بارے میں سمجھایا جائے۔ تو اصل مذہب مہذب حنفی میں دیہات میں جمعہ کے حوالے سے وہی حکم ہے جس کی طرف اوپر اشارہ ہوا اور جس کے بارے میں مفصل فتویٰ فقیہ اعظم نیپال، شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا، جس کی تصدیق حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بھی فرمائی اور یہی موقف حضور تاج الشریعہ کا بھی ہے۔

اب رہ گئی بات حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت نادرہ کی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس روایت نادرہ کے مطابق بھی ہر دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ جواز کی صورت میں بھی قریہ کو مصر کے حکم میں داخل کیا گیا ہے، تو یہ کیسے مان لیا جائے کہ نادر الروایہ کے مطابق اس دیہات میں جمعہ کو جائز قرار دیا گیا ہے جس کی آبادی کثیر ہو؟ اس روایت کے مطابق تو بڑی آبادی ہونا ہی ثابت ہوا۔ تو مفہوم یہی ہوا کہ نہ اصل مذہب کے مطاق دیہات میں جمعہ ہے اور نہ نادر الروایہ کے مطابق ہر

دیہات میں، ہاں نادر الروایہ کے مطابق حکماً بڑی آبادی والے دیہات کو مصر کہا گیا ہے ورنہ حقیقۃً ایسی آبادی والے دیہات بھی دیہات ہی ہیں نہ کہ شہر۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"ہاں ایک روایت نادرہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ آئی ہے کہ جس آبادی میں اتنے مسلمان مرد، عاقل، بالغ ایسے تندرست جن پر جمعہ فرض ہو سکے آباد ہوں کہ اگر وہ وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو نہ سما سکیں یہاں تک کہ انہیں جمعہ کے لئے مسجد جامع بنانی پڑے، وہ صحت جمعہ کے لئے شہر سمجھی جائے گی۔

(فتاوی رضویہ، ج08، ص347، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

اور مجلس شرعی مبارکپور میں سیمینار ہوا جس کا فیصلہ مجلس شرعی کے فیصل بورڈ نے بریلی شریف میں کیا اس فیصلہ کی توضیح وتصحیح جو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے کی ہے اس میں بھی نادر الروایہ کے مطابق والی آبادی کو شرعا شہر نہیں مانا گیا ہے۔ (تفصیل کے لئے فیصلہ جات شرعی کونسل آف انڈیا ص478 تا479 دیکھیں)

تو اصل حکم دیہات کے بارے میں یہی ہے کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں، وہاں جمعہ کے دن بھی ظہر ہی پڑھی جائے اور جہاں رائج ہے اسے دفعا للفتنہ بند نہ کیا جائے۔

مبسوط میں ہے:

لا تجب الجمعة الا على اهل الامصار والمدائن۔

(مبسوط ج1 ص345)

ترجمہ: جمعہ صرف شہر اور قصبات کے لوگوں پر فرض ہے۔

اور امام شامی نے قہستانی کے حوالے سے لکھا ہے:

وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیہا اسواق وفیما ذکرنا اشارة الی انہ لا تجوز فی الصغیرة۔

(فتاویٰ شامی ج1 ص748)

ترجمہ: جمعہ قصبوں اور ان بڑے دیہاتوں میں فرض ہے کہ جن میں بازار ہوں

اوراس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چھوٹے دیہات میں نماز جمعہ جائز نہیں۔

اور محقق نیپال، مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے بھی تو اپنے فتوی میں یہی حکم دلائل و براہین کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے جسے مفتی محمود عالم خان کماوی صاحب قبلہ نے دیہات میں جمعہ کے بعد ظہر کے نام سے شائع کیا ہے۔اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے تفصیلی فتویٰ کا مآل و ماحصل بھی یہی ہے کہ جو دیہات نادرالروایہ کے مطابق بھی مصریت کے درجہ سے محروم ہوں اور اصل مذہب حنفی کے مطابق تو خالص دیہات ہی ہوں (اگرچہ آبادی کثیر ہو) تو وہاں جمعہ کے قیام کی اجازت اور ترک ظہر کا حکم کیسے دیا جاسکتا ہے، جو کہ شرعا ناجائز وحرام ہے۔اوراس شفافیت وصراحت کے باوجود بھی کوئی مولوی شدت کے ساتھ ایسے نرے دیہات میں جمعہ کے جواز کا فتویٰ دے اور عوام الناس کوظہر پڑھنے سے روکے تو ایسوں کو بے لگام کیسے چھوڑا جاسکتا ہے،خلاف شرع حکم پر اصرار کرنے والے کو اہل حق کا قلم کیسے درگذر کرسکتا ہے؟ خواہ مردہ یا زندہ بہار کا کوئی مولوی قیس ہو یا اس کی فکری کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے والا اور اس کی غیر شرعی روش کی تائید کرنے والا کوئی بھی جبہ و پگڑی والا بے نور چہرہ شخص معروف وغیر معروف ہو۔جب صاف صاف فقہائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے فرمادیا کہ دیہات میں جمعہ نہیں بلکہ ظہر ہی واجب و لازم ہے تو ہمیں ان احکام شرعیہ فقہیہ کے سامنے سر تسلیم خم کردینا چاہئے اور فتنہ کے سر ابھارنے کا اندیشہ ہوتو اس کے دبانے کی مناسب تدبیر اور راہیں اختیار کرنی چاہئے نہ کہ حکم شرع کی تبلیغ وترسیل اور تبیین سے چشم پوشی کرکے کتمان حق کا مجرم بننا چاہئے اور حق گو،حق نویس مفتی دین شرع متین کے خلاف مورچہ بندی کی جائے، زبان بے لگام کو زحمت دی جائے اور قلم خشک کے اندر اپنی تنگ نظری کی سیاہی ڈال کر اپنی ہی کوتاہ بینی، سیاہ قلبی اور اہل علم سے استغراق فی الحسد کی سرٹیفکیٹ جاری کر بیٹھنا چاہئے۔

خاتم المحققین علامہ محمد امین بن عابدین شامی نقل فرماتے ہیں:

"لو صلوا فی القری لزمهم أداء الظهر"

(ردالمحتار مع درمختار، ج03،ص08، مطبوعہ کوئٹہ)

ترجمہ: اگر لوگ (ایسے) گاؤں میں (جہاں جمعہ جائز نہیں) جمعہ ادا کریں تو ان پر ظہر کی نماز ادا کرنا ہی ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''جمعہ وعیدین دیہات میں ناجائز ہیں اور ان کا پڑھنا گناہ، مگر جاہل عوام اگر پڑھتے ہوں تو ان کو منع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح اللہ ورسول کا نام لے لیں غنیمت ہے''۔

(فتاوی رضویہ ج8 ص387 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

ومن لا تجب عليهم الجمعة من أهل القرى والبوادي لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان وإقامة۔

ترجمہ: اور جس پر جمعہ فرض نہیں ہے یعنی گاؤں دیہات والے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے دن اذان واقامت سے ظہر کی نماز باجماعت ادا کریں۔

(فتاویٰ عالمگیریہ، ج1 ص145 مطبوعہ دارالفکر)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''جس طرح اور دنوں میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے ایسے ہی دیہاتوں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز باجماعت پڑھنا ضروری ہے۔''

(فتاوی فیض الرسول ج1 ص421 مطبوعہ شبیر برادر لاہو)

صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان واقامت کے ساتھ باجماعت پڑھیں۔

(بہار شریعت جمعہ کا بیان حصہ 4 ص779 مکتبۃ المدینہ)

تھوڑا اور واضح طور پر اعلیٰ حضرت کا ارشاد ملاحظہ کرتے ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

دیہات میں جمعہ ناجائز ہے اگر پڑھیں گے گناہگار ہوں گے اور ظہر ذمہ سے ساقط نہ گا۔ فی الدر المختار فی القنیة صلوٰة العید فی القری تکرہ تحریما ای لانه اشتغال بما لایصح لان المصر شرط الصحة۔ درمختار میں قنیہ سے ہے کہ عید کی نماز دیہاتوں میں مکروہ تحریمی ہے یعنی ایسی شئ میں مصروف ہونا ہے جو صحیح نہیں، کیونکہ شہر کا ہونا صحتِ عید کے لئے شرط ہے۔ اقول فالجمعة اولی لانه فیها مع ذلك اما ترك الظهر وهو فرض اوترك جماعته وهی واجبة ثم الصلوة فرادی مع الاجتماع وعدم المانع شنیعة اخری غیر ترك الجماعة فان من صلی فی بیته منعزلا عن الجماعة فقدترك الجماعة وان صلوا فرادی حاضرین فی المسجد فی وقت واحد فقد ترکوا الجماعة واتوا بهذه الشنیعه زیادة علیه فیؤدی الی ثلث محظورات بل اربع بل خمس لان مایصلونه لما لم یکن مفترضا علیهم کان نفلاً واداء النفل بالجماعة والتداعی مکروه ثم هم یعتقد ونها فریضة علیهم و لیس کذلك فهذه خامسة وهذان مشترکان بین الجمعة والعیدین۔

اقول: جمعہ بطریق اولیٰ مکروہ تحریمی ہوگا کیونکہ اس جمعہ کی صورت میں ترک ظہر ہوگا جو فرض ہے یا ترک جماعت ہوگا حالانکہ وہ واجب ہے، باوجود اجتماع اور عدم مانع کے تنہا نماز ادا کرنا ترک جماعت سے الگ خرابی ہے کیونکہ جو جماعت سے الگ گھر میں نماز ادا کرے گا اس نے جماعت ترک کر دی اور ایک وقت میں مسجد میں حاضر لوگ تنہا نماز ادا کرتے ہیں تو انھوں نے جماعت ترک کر دی اور انھوں نے ایسا عمل کیا جو اس

خرابی پر اضافہ ہے پس اب تین بلکہ چار،نہیں بلکہ پانچ ممنوعات لازم آجاتے ہیں کیو نکہ جونماز انھوں نے ادا کی وہ ان پر فرض نہ تھی بلکہ وہ ان پر نفل تھی اور نفل کو جماعت اور تداعی کے ساتھ ادا کرنا مکروہ ہے پھر ان کا اسے اپنے فرض ماننا حالانکہ وہ فرض نہیں یہ پانچویں خرابی ہے اور یہ دونوں چیزیں جمعہ اور عیدین کے درمیان مشترک ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 8 صفحہ 273)

اشرف العلما مفتی اشرف القادری علیہ الرحمہ اپنے ایک مکتوب بنام حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ محررہ ۱۹؍شعبان المکرم ۱۴۱۲ھ میں تحریر فرماتے ہیں:

''ایک فتویٰ بریلی شریف کا پیش خدمت ہے، آپ اس پر اپنا دستخط کردیں۔ اس لئے کہ مظفر پور علاقہ میں کچھ مولوی دیہاتوں میں ظہر باجماعت بعد جمعہ رائجہ کی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں اور یہ مخالفت عدم فہم سے ناشی ہے اور کچھ نفس پرستی وانانیت سے۔ میرا خیال ہے اس کی فوٹو کاپیاں تقسیم کی جائیں اور مزید علماء اعلام کے دستخط سے اسے مزین کرونگا۔ اور آپ اس کی ایک فوٹو کاپی لیکر جب بمبئی کی طرف تشریف لیجائیں تو اس پر علمائے کرام سے دستخط کرائیں اور پھر اسے شائع کردیا جائیگا۔ میں ہجوم افکار اور کثرت کار اور قلت وسائل کی وجہ سے آپ کے دیدار سے رہ جایا کرتا ہوں۔ مگر آپ کا روئے زیبا ہمیشہ میرے سامنے رہتا ہے۔۔۔۔ اپنی نیک دعاؤں میں اس عاجز فقیر بے نوا کو یاد رکھیں۔ مولیٰ عزوجل آپ کا اقبال زیادہ فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مدلل ومفصل فتویٰ میں دیہات میں جمعہ کے عدم جواز اور ظہر کے قیام ودوام کے حوالے سے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بلا شبہ حق و درست ہے، مذہب ظاہر الروایہ کا ترجمان ہے، موقف اعلیٰ حضرت کے موافق اور حضور تاج الشریعہ اور دیگر علمائے حق وانصاف پسند کی تحقیقات کے عین مطابق ہے اور اسے غلط وباطل نہ سمجھے گا مگر تنگ نظر اور کینہ پرور۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور اہل علم کی شمع محبت سے ان کے سینوں کو بھی روشن ومنور فرمادے۔

کچھ لوگ ہیں جو غلط بولتے بھی ہیں اور غلط لکھتے بھی ہیں اور للکارتے حق گو اور حق نویس اہل علم کو اور جب وہ جماعت اہل حق بفحوائے "جواب جاہلاں خاموشی باشد" کوئی جواب نہیں دیتے ہیں اور دراصل ایسے لوگوں کو اس لائق ہی نہیں سمجھتے کہ ان کی تحریر و تقریر کا جواب دیا جائے تو اسے ہزیمت تصور کر بیٹھتے ہیں۔ یہ عجیب جہالت، حماقت، نادانی اور بد دماغی ہے۔ ایسے فاتر العقل کو چاہئے کہ وہ اپنا علاج کروائیں اور اپنے فکری کینسر سے مذہبی حلقہ کو بچائیں۔

اخیر میں عرض ہے کہ ایک مدت سے ارادہ کر رہا تھا کہ حضور شیر نیپال کے اس رسالہ نافعہ کو شائع کر دیا جائے، مگر دیگر مصروفیات کی وجہ سے امروز و فردا ہوتا رہا، مگر بحمدہ تعالیٰ اس بار وقت نکال کر اس کام کو بھی انجام دیدیا گیا ہے، جس سے ارباب علم و اداب اور اسیران حضور شیر نیپال کو مسرت و شادمانی ہوگی۔ ارادہ تو یہ بھی تھا جن عربی عبارتوں کا ترجمہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے نہیں کیا ہے ان کا ترجمہ بھی کر دیا جائے مگر اس کے لئے کافی وقت چاہئے اور فقیہانہ نظر بھی اور فقیر ابھی اس لائق نہیں۔ پھر یہ سوچ کر بھی ترجمہ نہیں کیا گیا کہ بعد کی عبارتوں میں ترجمہ بھی ہے یا ان عبارتوں کا مفہوم ہے۔ کہیں کہیں فقیر نے کچھ اضافہ بھی کر دیا ہے مگر یہ اضافہ بہت ہی کم ہے، جسے قوسین میں امجدی لکھ کر واضح کر دیا ہے۔ نیز جو سرخیاں کتاب میں ہیں وہ بھی فقیر کی ہی اضافی کوشش ہے۔

گدائے مرشد

ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ

متھلا بہاری نگر پالیکا، تاراپٹی، دھنوشا، جنکپور (نیپال)

22/ذوالقعدہ 1445ھ

مطابق 1/جون 2024ء بروز شنبہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دیہات میں نماز جمعہ کے بعد ظہر با جماعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ جو امام بعد جمعہ ظہر جماعت سے نماز پڑھاتا ہے اور تاکید بھی کرتا ہے تو اس کا یہ فعل درست ہے یا نہیں اور جو مولوی بعد نماز جمعہ ظہر با جماعت کا قائل نہیں ہے اس پر از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ مدلل و مفصل جواب بحوالۂ کتب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

آپ کا خادم (مولانا)

محمد محمود عالم خاں نوری کماوی

خادم مدرسہ نور العلوم رضا چوک، کما، ضلع سیتا مڑھی (بہار)

۱۳/ ۲/ ۱۴۱۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب بعون الملك الوهاب: ہمارے علمائے کرام فقہائے عظام ومفتیان ذوی الاحترام یعنی ائمہ مجتہدین ومحققین احناف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک دیہات میں جمعہ صحیح نہیں اس میں اس دن بھی اور دنوں کی طرح ظہر ہی فرض اور جماعت پر قدرت ہو تو جماعت واجب تو جو امام دیہات میں ظہر با جماعت پڑھتا ہے وہ صحیح کرتا ہے اور اس کا یہ فعل شرعاً درست ہے اور جو مولوی دیہات میں ظہر با جماعت کا قائل نہیں وہ ان جاہلوں عامیوں کا پیرو ہے جنھوں نے دیہاتوں کے اندر جمعہ کی بدعت نکالی ہے یہ اسی بدعت کو فروغ دینے کا خواہاں ہے خدا اور رسول خدا جل وعلی وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی کے بجائے انہیں عوام کالانعام کی رضا وخوشنودی مطلوب ہے۔ جو جو ان کے حرکات سے ظہر یا جماعت کے تارک بنے یا بنتے ہیں یا بنیں گے ان سب کے فرض وواجب کے ترک کا گناہ وبال ان کے سر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں توفیق ہدایت دے۔ **وهو الموفق وهو الهادی الی سواء**

الطریق ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

دیہات میں جمعہ نہ فرض نہ صحیح نہ جائز بلکہ گناہ نہ ایک گناہ بلکہ چند گناہ اس سے متعلق دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ ملاحظہ ہوں وباللہ التوفیق وھو المستعان۔

ہدایہ اولین ج۱ ص۱۴۸ میں ہے:

"لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع اوفی مصلی المصر ولا تجوز فی القری لقوله علیه السلام لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع۔"

اور بدائع الصنائع ج۱ ص۲۵۹ میں ہے:

"لا یصح اداء الجمعة الا فی المصر وتوابعه فلا تجب علی اهل القری التی لیست من توابع المصر ولا یصح اداء الجمعة فیها"

وفی مجمع الانهر ج۱، ص۱۶۵: لا تجوز فی المفاوز ولا فی القری۔

وفی در المنقی فی شرح الملتقی: شرطت لادائها وهی المصر اوفنائه۔

وفی ملتقی الابحر ص۲۸:

لا تصح الا بستة شروط ،المصر اوفنائه الخ۔

وفی القدوری ص۳۶:

لا تصح الجمعة الا فی مصر۔ جامع اوفی مصلی المصر ولا تجوز فی القری۔

وفی نور الایضاح مع مراقی الفلاح ۱۱۷:

یشترط لصحتها ای صلوٰۃ الجمعة ستة اشیاء الاول المصر او فنائه الخ۔

وفی المبسوط لشمس الدین السرخسی ج۲،ص۲۳:

اما المصر فهو شرط عندنا ولنا قوله علیه الصلاۃ والسلام لا جمعۃ لا تشریق الا فی مصر جامع وقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع ولان الصحابۃ حین فتحوا الا مصار و القری ما اشتغلوا بنصب المنابر وبناء الجوامع الا فی الامصار و المدن وذلک اتفاق منھم علیٰ ان المصر من شرائط الجمعۃ وجواثیٰ مصر بالبحرین۔

وفی الاختیار لتعلیل المختار ج۱، ص۸۱:ولا تجب الا علی الاحرار الاصحاء المقیمین بالامصار ولا تقام الا فی المصر او مصلاہ۔

وفی الدر المختار ج۱،ص۵۸۹: و

یشترط لصحتھا سبعۃ اشیاء الاول المصر،الخ۔

وتحتہ فی رد المحتار:

وحر صحیح بالبلوغ مذکر، مقیم وذو عقل شرط وجوبھا، و مصر وسلطان ووقت وخطبۃ واذن کذا جمع شرط ادائھا۔

وفی التاتارخانیۃ ج۲،ص۴۸:

للجمعۃ شرائط بعضھا فی نفس المصلی وبعضھا فی غیرہ فالتی فی غیرہ فستۃ احدھا المصر وھذا مذھبنا۔

وفی کنز الدقائق۔ص۴۳:شرط ادائھا المصر الخ۔

وفی شرح الوقایہ ج۱ص۱۹۸:

شرط لوجوبھا لا لادائھا الاقامۃ بمصر الخ۔

وفی العالمگیریۃ ج۱،ص۱۴۵:

ولادائها الشرائط فی غیر المصلی منها المصر هکذا فی الکافی۔

وفی المیزان الکبریٰ ج۱،ص۱۷۰:

قول ابی حنیفة ان الجمعة لا تصح الا فی مصر جامع لهم سلطان۔

وفی کتاب رحمة الامة فی اختلاف الائمة ج۱،ص۲۷۸:

ویشترط ایضاً فلوکان مقیماً بقریة فلا تجب علیه الجمعة لقول علی لاجمعة ولاتشریق وصلاۃ فطر و لا اضحیٰ الافی مصر جامع او مدینة عظیمة۔

ودر فتاویٰ برہنہ ج۱،ص۳۴۰:

''مذکور در جمعہ شرط وجوب اوا قامت بمصر۔''

ودرج۱ص۳۴۱:

''وشرط اداء جمعہ شہرست یا فنائے او''

مالا بدمنہ میں ہے:

''در دیہات نزد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ جائز نیست۔

بالا تصریحات وتشریحات سے روز روشن کی طرح روشن ہوگیا کہ جمعہ کے لیے مصر یعنی شہر کا ہونا شرط لازم ہے اور جوجگہ مصر نہیں شہر نہیں وہاں جمعہ نہ درست، نہ صحیح، نہ جائز۔

اب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت قدس سرہ کی تحقیقات وتوضیحات سے آنکھوں کو منور کیجئے، ضداور ہٹ سے دور بھاگئے۔

فتاویٰ رضویہ ج۳،۲۷۶ میں فرماتے ہیں:

''دیہات میں جمعہ ناجائز ہے اگر پڑھیں گے گنہگار ہوں گے اور ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔''

اور ج ۳،ص ۶۸۳ میں فرماتے ہیں:

''دیہات میں جمعہ پڑھنا خود ناجائز ہے۔

فی الدر المختار: تکرہ تحریما لانه اشتغال بما لایصح لان المصر شرط الصحة۔''

پھر اس کے سبب جماعت ظہر ترک ہونا دوسرا گناہ اور ہر گناہ قابل مواخذہ اور اگر ظہر نہ پڑھی جب تو خود نماز فرض معاذ اللہ عمداً ترک کی فرض ظہر کا ذمہ پر رہ جانا کیا کوئی ہلکی بات ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر چند سطر کے بعد فرماتے ہیں:

غرض دیہات میں جمعہ کی ہرگز اجازت نہیں ہوسکتی فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ فی الشامی عن القھستانی عن الجواھر لو صلوا فی القری لزمھم اداء الظھر۔''

اور اسی میں ج ۳،ص ۷۰۱ پر ہے:

''فی الواقع دیہات میں جمعہ وعیدین باتفاق ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ممنوع وناجائز ہے کہ جو نماز شرعاً صحیح نہیں اس سے اشتغال روا نہیں۔

اور ص ۷۱۰ میں ہے:

مذہب حنفی میں فرضیت جمعہ وصحت جمعہ وجواز جمعہ سب کی لیے مصر شرط ہے دیہات میں نہ جمعہ فرض نہ وہاں اس کی ادا جائز نہ صحیح اگر پڑھیں گے ایک نفل نماز ہوگی کہ برخلاف شرع جماعت سے پڑھی ظہر کا فرض سر سے نہ اترے گا، پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ للاشتغال بمالا یصح کما فی الدر المختار وللتنفل بجماعة بالتداعی ولترك جماعة الظھروان ترکوا الظھر فاشنع واخنع۔''

اور ص ۱۵ے پر ہے:

''فرضیت وصحت وجواز جمعہ سب کے لئے اسلامی شہر ہونا شرط ہے جو جگہ بستی نہیں جیسے بن سمندر پہاڑ یا بستی ہے مگر شہر نہیں جیسے دیہات یا شہر ہے مگر اسلامی نہیں جیسے روس وفرانس کے بلاد ان میں نہ جمعہ فرض ہے نہ صحیح نہ جائز بلکہ ممنوع و باطل و گناہ ہے اس کے پڑھنے سے فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔''

اور ص ۱۳۹ پر ہے:

''جمعہ کے لیے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتفاق واجماع سے شہر شرط ہے۔

اور ص ۱۴۲ پر ہے:

پھر جہاں ظہر فرض ہے اور جماعت واجب اگر جمعہ کے سبب ظہر اصلاً نہ پڑھیں تارک فرض ہوں اور تنہا تنہا مثلاً بذریعہ رکعات احتیاطی پڑھیں تو ترک جماعت کے سبب تارک واجب کہ اول ہر بار اور ثانی بعد تکرار کبیرہ ہے۔''

اور ص ۷۰۴ میں ہے:

''جمعہ میں اس کے سبب جو ظہر نہ پڑھیں ان پر تو فرض ہی رہ گیا ترک فرض اگرچہ ایک ہی بار ہو خود کبیرہ ہے اور جو بزعم خود احتیاطی رکعت پڑھیں وہ بھی تارک جماعت ضرور ہوئے اور جماعت مذہب معتمد میں واجب ہے جس کا ایک بار ترک بھی گناہ اور متعدد بار ہو کر وہ بھی کبیرہ۔ کما نصوا علیه والامر اوضح من ان یوضح۔

پھر قدس سرہ فرماتے ہیں:

''وہ احتیاطی رکعات والے حقیقۃ مذہب حنفی میں آج ہی کی ظہر پڑھ رہے ہیں بآں کہ مسجد میں جمع ہیں جماعت پر قادر ہیں تنہا پڑھتے ہیں یہ دوسری شناعت ہے کہ مجتمع ہو کر ابطال جماعت ہے جسے شارع نے خوف جیسی حالت ضرورت شدیدہ میں بھی روا نہ رکھا بلکہ ابطال درکنار موجودین میں بلا وجہ شرعی تفریق جماعت کو ناجائز رکھ کر ایک

ہی جماعت کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا۔ کما نطق به القرآن العظیم۔ وبالله الهداية الی صراط مستقیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور فتاویٰ افریقہ ص ۳۱ پر ہے:

''جمعہ وعیدین کی صحت و جواز کے لیے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب میں شہر شرط ہے۔

اور احکام شریعت حصہ دوم مکتبۂ کلیمی ج ۲، ص ۲۰ میں ہے:

''یہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہے اس کے بعد نماز ظہر کی حاجت نہیں۔ یہاں جاہلوں نے جو دیہات میں جمعہ نکال لیا ہے وہاں اگر کوئی جمعہ پڑھے تو اس پر ظہر پڑھنا ضرور لازم ہے کہ دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم انتھی کلام الامام احمد رضا قدس سرہ۔

اور فتاویٰ امجدیہ ج ۱، ص ۲۹۱ پر ہے:

''جمعہ کی صحت کے لیے مصر یا فنائے مصر شرط ہے، گاؤں میں جمعہ جائز نہیں یہی مذہب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہے وہ فرماتے ہیں: ''لا جمعة ولا تشريق الخ'' اور یہی مذہب حذیفہ وعطا وحسن وابراہیم نخعی ومجاہد ابن سیرین وسفیان ثوری سحنون رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی مذہب نیز صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب ملک فتح کئے تو شہروں ہی میں جمعہ قائم فرمایا، کبھی کسی گاؤں میں جمعہ قائم نہیں فرمایا اگر گاؤں میں جمعہ قائم کیا ہوتا تو منقول ہوتا۔

اور بہار شریعت حصہ چہارم ص ۹۴ و نظام شریعت ص ۲۲۴ اور قانون شریعت حصہ اول ص ۱۰۸ میں ہے:

جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں انتہی۔

ان روشن بیان سے شمس وامس کی طرح خوب واضح وعیاں ہوگیا کہ دیہات میں جمعہ ہرگز صحیح نہیں اگر پڑھے گا فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا جب تک کہ پھر ظہر نہ پڑھے اور لوگ مجتمع ہے تو باجماعت واجب ورنہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کہ فرض کا ایک بار بھی ترک گناہ کبیرہ اور واجب کا ترک بتکرار واصرار گناہ کبیرہ تو جو دیہات میں جمعہ کے دن ظہر کا قائل نہیں یا ظہر کا قائل ہے مگر جماعت کا قائل نہیں وہ مذہب امام بلکہ مذہب جملہ ائمہ احناف سے سخت جاہل اور اس کے انجام سے غافل اس کے سر فرض یا واجب یا دونوں کے ترک کا بلکہ جتنے لوگ اس کی وجہ سے اس کے تارک بنے سب کے ترک کا گناہ ووبال۔ اعاذنا اللہ منہا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

وہ عالم کہلانے والے کہ مذہب امام بلکہ مذہب جملہ ائمہ حنفیہ کو پس پشت ڈالتے تصحیحات جماہیر ائمہ ترجیح وفتویٰ کو پیٹھ دیتے ہیں اور ایک روایت نادرہ مرجوحہ مرجوعہ عنہا غیر صحیح کی بنا پر ان کی جہاں کو ردہ میں جمعہ قائم کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں یہ ضرور مخالفت مذہب کے مرتکب اور ان جہلاء کے گناہ کے ذمہ دار ہیں۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ انتہی۔

مبسوط سرخسی ج ۱ ص ۳۶ میں ہے:

"ولو جوزنا للمعذور اقامة الظهر بالجماعة فی المصر ربما یقتدی بهم غیر المعذور وفیه تقلیل الناس فی الجامع وهذا بخلاف القری فانه لیس علی من یسکنها شهود الجمعة فکان هذا الیوم فی حقهم کسائر الایام۔"

یعنی معذورین کو شہر میں ظہر باجماعت پڑھنے کی اس لیے اجازت نہیں دی جاتی کہ اس میں غیر معذور بھی شریک ہوکر جامع میں قلت جماعت کے باعث ہوں گی

برخلاف دیہات کہ اس کے سکان پر جمعہ میں حاضر ہونا ضروری نہیں کہ ان کے حق میں جمعہ اور دنوں کی ہی طرح ہے یعنی دیہاتی ظہر باجماعت پڑھیں۔

اور کتاب الفقہ علی المذاہب الاربع ج ۱، ص ۳۰۰ میں ہے:

"اما اهل البوادی الذین لاتصح منهم الجمعة فیجوز لهم صلاة ظهر الجمعة بجماعة بغیر کراهة۔"

یعنی صحرائیوں کے لیے جمعہ صحیح نہیں اس لیے انہیں ظہر باجماعت بلاکراہت جائز ہے۔

وعالمگیری ج ۱، ص ۵۷ میں ہے:

"من لاتجب علیهم الجمعة من اهل القری والبوادی لهم ان یصلوا الظهر بجماعة بأذان واقامة۔"

دیہاتیوں اور جنگلیوں پر جمعہ نہیں انہیں جماعت اور اذان و اقامت کے ساتھ جمعہ کو بھی ظہر پڑھنی ہے۔

اور فتاویٰ شامی ج ۱، ص ۵۹۰ میں ہے کہ:

اگر لوگ دیہات میں نماز جمعہ پڑھ بھی لیں جب بھی ان پر ظہر کی ادا لازم ہے۔

عبارت یہ ہے: الاتری ان فی الجواهر لو صلوا فی القریٰ لزمهم اداء الظهر ۔اھ

اقول: غالباً اسی لیے علما فرماتے ہیں کہ جس دیہات میں جمعہ قائم ہے پہلے سے لوگ پڑھتے آرہے ہیں انہیں نہ منع کیا جائے، مگر ظہر بھی پڑھیں اور باجماعت کہ وہ فرض اور یہ واجب ہے۔

ان تصریحات فقہا سے معلوم ہوا کہ جنگل اور دیہات میں جمعہ کے دن بھی نماز

ظہر اذان واقامت اور جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور اگر ایسی جگہ لوگ جمعہ پڑھیں جب بھی ظہر ترک نہ کریں کہ جمعہ پڑھنے سے یہاں ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

اب سنئے! کہ مصر کی تعریف اور صحیح تعریف فقہاء کے نزدیک کیا ہے؟ اور جہاں یہ تعریف صادق آئے وہاں جمعہ قائم کیا جائے اور پڑھا جائے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۲۳۹ میں فرماتے ہیں:

''جمعہ کے لیے ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم کے اتفاق واجماع سے شہر شرط ہے۔ شہر کی صحیح تعریف مذہب حنفی میں یہ ہے جو خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم بااختیار ایسا ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔

امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء اور امام ملک العلماء ابوبکر مسعود نے بدائع میں اسی کی تصحیح فرمائی غنیہ شرح منیہ میں:

"صرح فی تحفة الفقهاء عن ابی حنيفة رضی الله تعالیٰ عنه انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه او علم غيره يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الاصح۔"

کتب جلیلہ معتمدہ میں ظاہر الروایہ یعنی مذہب مہذب حنفی سے بالفاظ مختلفہ جتنی نقول ہیں سب کا مآل یہی ہے۔

مثلاً ہدایہ ومتن کنز میں فرمایا:

"هو كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود الی ان قال فالحاصل ان اصح الحدود ماذكره فی التحفة لصدقه علی

مکة والمدینة وانهما هما الاصل فی اعتبار المصریة۔"

اور ۱۰۱۷ پر فرماتے ہیں:

اور ظاہر ہے کہ معنی متعارف میں شہر ومصر ومدینہ اسی آبادی کو کہتے ہیں جس میں متعدد کوچے، محلے، متعدد ودائمی بازار ہوتے ہیں وہ پرگنہ ہوتا ہے اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہیں، عادۃً اس میں کوئی حاکم مقرر ہوتا ہے کہ فصل مقدمات کرے اپنی شوکت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔ اور جو بستیاں ایسی نہیں وہ قریہ ودہ، موضع وگاؤں کہلاتی ہیں شرعاً بھی یہی معنی متعارفہ مراد ومدار احکام جمعہ وغیرہا ہیں۔

اور ص ۱۰۱۵ میں فرماتے ہیں:

شہر ہونے کے لیے یہ چاہیے کہ اس میں متعدد کوچے متعدد دائمی باز ہوں وہ پرگنہ ہوں کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں کہ موضع فلاں وفلاں وفلاں پرگنہ شہر فلاں اور اس میں کوئی حاکم ہو کہ فیصلۂ مقدمات کا اختیار من جانب سلطنت رکھتا ہو دونوں باتیں عادۃً متلازم ہیں۔ سلطنت جسے پرگنہ قرار دیتی ہے ضرور اس میں کوئی حاکم علی الاقل منصف یا تحصیل دار رکھتی ہے اور جہاں سلطنت کوئی کچہری قائم کرتی ہے اسے ضرور ضلع یا کم از کم پرگنہ بناتی ہے۔ اور عادۃً پہلی دو باتیں بھی ان دو کو لازم ہیں جو پرگنہ ہوتا ہے، جہاں کچہری مقرر ہوتی ہے وہاں ضرور متعدد بازار متعدد کوچے ہوتے ہیں۔

اور ص ۱۰۱۲ پر فرماتے ہیں:

''اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے اپنے فتاویٰ میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ تمام ہندوستان سرحد کابل سے منتہائے بنگالہ تک سب دار الاسلام ہے تو یہاں جتنے شہر و قصبات ہیں جن کو شہر وقصبہ کہتے ہیں اور وہ ضرور ایسے ہی ہوتے ہیں جن میں متعدد محلے متعدد دائمی بازار ہیں وہ پرگنہ ہیں ان کے متعلق دیہات ہیں ان میں ضرور کوئی حاکم فصل مقدمات کے لیے مقرر ہوتا ہے جسے ڈگری ڈسمس کا اختیار ہے نہ فقط تھانہ دار کہ وہ کوئی

حاکم نہیں صرف حفاظت اور تحقیقات یا چالان کا مختار ہے۔ وہ ضرور سب اسلامی شہر ہیں اور ان میں جمعہ فرض ہے اور انہیں میں جمعہ صحیح ہے ان کے علاوہ جتنی آبادیاں ہیں گاؤں ہیں۔ اگرچہ مکانات پختہ اور مسلمان ومساجد بکثرت ہوں ان میں نہ جمعہ فرض نہ جائز نہ صحیح یہ حق تحقیق وتحقیق حق ہے جس سے سرمو حق متجاوز نہیں۔

اور ص۷۱۶ میں ہے:

''اس تحقیق سے تمام صور مستفسرہ کا حکم واضح ہوگیا جو آبادیاں پرگنہ ہیں اور ان میں کوئی کچہری ہے۔ (نہ فقط تھانہ یا ڈاکخانہ یا شفاء خانہ کہ فصل مقدمات کے لیے نہیں ہوتے) اور وہاں سلطنت اسلام ہے یا پہلے تھی اور جب سے غیر مسلم کا قبضہ ہوا بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت اب تک جاری ہیں۔ جیسے تمام بلاد ہندوستان وبنگالہ ایسے ہی ہیں وہ سب اسلامی شہر ہیں ان میں جمعہ فرض ہے اور جو آبادی پرگنہ نہیں اس میں کوئی کچہری نہیں یا کچہریاں ہیں پرگنہ ہے مگر اس میں اسلامی سلطنت کبھی نہ ہوئی یا تھی مگر اس کے بعد کفار نے شعائر اسلام یکسر بند کردیئے گو بعد کو پھر اجازت بھی دے دی ہو وہ سب یا گاؤں ہیں غیر اسلامی شہر ان میں جمعہ وعیدین جائز نہیں پڑھنے سے گناہ ہوگا اور جمعہ سے ظہر کا فرض ساقط نہ ہوگا۔ انتہیٰ کلام امام اہل السنۃ۔

اور حضرت امام شمس الدین سرخی رضی اللہ تعالی عنہ مبسوط ج۲ ص۲۳ پر فرماتے ہیں:

''وظاهر المذهب فی بيان حد المصر الجامع ان يكون فيه سلطان اوقاضی لاقامة الحدود وتنفيذ الاحكام وقد قال بعض مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ ان يتمكن كل صانع ان يعيش بصنعته فيه ولا يحتاج فيه الى التحول الى صنعة اخرى وقال ابن شجاع رضی الله تعالیٰ عنه احسن ماقيل فيه ان اهلها بحيث لو اجتمعوا فی اكبر مساجدهم لم يسعهم ذلك حتی احتاجوا الى بناء مسجد

الجمعة وهذا مصر جامع تقام فیہ الجمعة۔"

اور حضرت امام علامہ عبدالرحمن شیخ زادہ مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ج۱ ص ۱۶۶ میں فرماتے ہیں:

"والمصر کل موضع له امیروقاض ینفذالاحکام ویقیم الحدود (هذا عندابی یوسف فی روایة وهو ظاهر المذهب علی مانص علیه السرخسی وهو اختیار الکرخی والقدوری وفی الغایة وانماقال یقیم الحدود بعد قوله ینفذالاحکام لان تنفیذ الاحکام لا تستلزم اقامة الحدودفان المرأة اذا کانت قاضیة تنفذالاحکام ولیس لها ان تقیم الحدودو کذلك المحکم انتهی. اقول ظاهره ان البلدة اذا کان قاضیها او امیر ها امرأة لاتکون مصراً فلا تصح الجمعة فیها ولکن فی البحرخلافه. فی البدائع السلطان اذا کان امرأة فامرت رجلا صالحا للامامة حتی یصلی بهم الجمعة جازلان المرأة تصلح سلطانة او قاضیة فی الجمعة فتصح انا بتها تدبر (وقیل) قائله صاحب الوقایة وصدر الشریعة وغیرهما "مالو اجتمع اهله فی اکبرمساجده لایسعهم هذا روایة اخری عن ابی یوسف وهو اختیار الثلجی وانما اورد بصیغة التمریض لانهم قالوا ان هذا الحدغیر صحیح عندالمحققین مع ان الاول یکون ملائما بشرط وجود السلطان ونائبه ومناسباً لماقاله الامام رحمه الله المصر کل بلدة فیها سکك واسواق ولها رساتیق ووال یدفع المظالم وعالم یرجع الیه فی الحوادث وفی الغایة هو الصحیح و کذا روی عن ابی یوسف فی غیرها تین الروایتین انه کل موضع یکون فیه کل محترف ویوجدفیه جمیع

مایحتاج الناس الیه فی معاشهم وفیه فقیه یفتی وقاض یقیم الحدود وعن محمدان کل موضع مصرله الامام فهومصر حتی لو بعث الی قریة نائبا لا قامة الحدود والقصاص تصیر مصراً فاذا عزله یلتحق بالقری۔"

امام علاء الدین درالمنتقی فی شرح الملتقی ج۱،ص ۱۶۶ میں فرماتے ہیں:

"والمصر کل موضع له امیروقاض مقیما به فلا اعتبار وقاضی تاتی احیاناً یسمی قاضی الناحیة۔ینفذالا حکام یقیم الحدود عندابی یوسف وهو ظاهر المذهب کمافی الهدایة وغیرها والمراد القدرة علی اقامة الحدود و کون الموضع ذاسکک ورساتیق کما صرح به فی التحفة الا ان صاحب الهدایة ترکه بناءً علی ان الغالب ان الامیرو القاضی شانه القدرة علی تنفید الاحکام واقامة الحدود ولا یکون الا فی بلدله رساتیق و اسواق وسکک کذاقاله المنصف ولم یذکر المفتی اکتفاء بذکر القاضی ان القضاء فی الصدرالاول کان وظیفه المجتهدین حتی لو لم یکن الوالی لو القاضی مفتیاً اشترط کما فی الخلاصة وفی تصحیح القدروی انه یکتفی بالقاضی عن الامر۔" وقیل مالو اجتمع اهله فی اکبر مساجده لایسعهم۔" وعلیه فتویٰ اکثر الفقهاء کما فی المجتبی لظهور التوانی فی الاحکام۔"

اور ملک العلماء امام علاء الدین ابی بکر ابن مسعود کاسانی علیہ رحمۃ الباری بدائع الصنائع ج۱،ص ۲۵۹ میں فرماتے ہیں:

"اما المصر الجامع فقداختلفت الاقاویل فی تحدیده (۱) ذکر

الکرخی ان المصر الجامع مااقیمت فیه الحدود ونفذت فیه الاحکام (۲) وعن ابی یوسف روایات ذکر فی الاملاء کل مصر فیه امیر وقاضی ینفذالاحکام ویقیم الحدود فھومصر جامع تجب علی اھله الجمعة (۳) وفی روایة قال اذا اجتمع فی قریة من لایسعھم مسجدواحد بنی لھم الامام جامعاً و نصب لھم من یصلی بھم الجمعة(۴) وفی روایة لو کان فی القریة عشرة آلاف اوا کثر امرتھم باقامة الجمعة فیھا ۔(۵) و قال بعض اصحابنا المصر الجامع مایعیش فیه کل محترف بحرفته من سنة الی سنة من غیران یحتاج الی الانتقال الی حرفة اخری ۔(۶) وعن ابی عبداللہ البلخی انه قال احسن ما قیل فیه اذا کانوا بحال لو اجتمعوا فی اکبر مساجدھم لم یسعھم ذلك حتی احتاجوا الی بناء الجمعة فھذا مصر تقام فیه الجمعة (۷)وقال سفیان الثوری المصر الجامع مایعدہ الناس مصراً عندذکر الامصار المطلقة ۔(۸) وسئل ابو القاسم الصفار عن حدالمصر الذی تجوزفیه الجمعة فقال ان تکون لھم منعة لو جاء ھم عدوقدروا علی دفعه فحینئذ جائزان یمصرھوتمصرہ ان ینصب فیه حاکم عدل یجری فیه حکما من احکام وھو ان یتقدم الیه خصمان فیحکم بینھما ۔(۹) وروی عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیھا سکك واسواق ولھا رساتیق وفیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه اوعلم غیرہ و الناس یرجعون الیه فی الحوادث وھو الاصح ۔

اور شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن مرغینان صاحب ہدایہ، ہدایہ ج۱،ص

۱۶۸ پر فرماتے ہیں:

"والمصر الجامع کل موضع له امیروقاضی ینفذ الاحکا م ویقیم الحدود وهذا عن ابی یوسف وعنه انهم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدهم لم یسعهم والاول اختیار الکرخی وهو الظاهرو الثانی اختیار الثلجی۔

اور صاحب کفایہ شارح ہدایہ علامہ جلال الدین خوارزمی کفایہ ص ۲۳ پر فرماتے ہیں:

"وعن ابی یوسف رحمه الله روایة اخری غیرهاتین الروایتین وهی کل موضع یسکن فیه عشرة آلاف نفر فکان عنه ثلاث روایات وقال سفیان الثوری رحمه الله المصر الجامع مایعده الناس مصراً عند ذکر الامصار المطلق کبخاری وسمرقند وقال بعض مشائخنا رحمهم الله ان یتمکن کل صانع ان یعیش بصنعته ولا یحتاج فیه الی التحول الی صنعة اخری۔"

اور شارح ہدایہ صاحب عنایہ حافظ اکمل الدین بابرتی ج ۲، ص ۲۴ پر فرماتے ہیں:

"وعن ابی یوسف روایة اخری غیرهاتین الروایتین وهو کل موضع یسکنه عشرة آلاف نفر فکان عنه ثلاث روایات۔"

اور صاحب فتح القدیر محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن ہمام اپنی کتاب فتح القدیر ج ۲، ص ۲۴ میں فرماتے ہیں:

"قوله هو الظاهر۔" ای من المذهب وقال ابوحنیفة المصر کل بلدة فیها سکک واسواق وبها رساتیق ووال ینصف المظلوم من الظالم وعالم یرجع الیه فی الحوادث وهذا اخص مما اختاره المصنف قیل وهو الاصح۔"

https://barkatussunah.com/

اور صاحب شرح الوقایہ صدر الشریعہ عبید اللہ ابن مسعود شرح وقایہ ج ا، ص ۱۹۸ میں فرماتے ہیں:

"واختلفوا فی تفسیر المصر فعند البعض هو موضع له امیر و قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود و عند البعض هو موضع اذا اجتمع اهله فی اکبر مساجده لم یسعهم فاختار المصنف هذا القول فقال و مالا یسع اکبر مساجده اهل مصر وانما اختار هذا القول دون التفسیر الاول لظهور التوانی فی احکام الشرع لاسیما فی اقامة الحدود فی الامصار۔"

صاحب ملتقی الابحر امام محمد ابراہیم بن ابراہیم حلبی اپنی کتاب ملتقی الابحر کے ص ۲۹ پر فرماتے ہیں:

"المصر کل موضع له امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وقیل مالو اجتمع اهله فی اکبر مساجده لم یسعهم۔"

اور درمختار ج ا ص ۵۹۰ پر صاحب درمختار امام شیخ علاء الدین حصکفی فرماتے ہیں:

"المصر وهو مالا یسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها وعلیه فتویٰ اکثر الفقهاء مجتبی لظهور التوانی فی الاحکام وظاهر المذهب انه کل موضع له امیر وقاض یقدر علی اقامة الحدود کما حررناه فیما علقناه علی الملتقی۔"

اس کے تحت علامہ شامی ردالمحتار ج ا ص ۵۹۰ پر فرماتے ہیں:

"قوله لایسع الخ" هذا یصدق علی کثیر من القریٰ "قوله المکلفین بها" احترزبه عن اصحاب الاعذار مثلاً النساء و الصبیان و المسافرین ط عن القهستانی "قوله وعلیه فتویٰ اکثر

الفقهاء الخ" وقال ابو شجاع هذا احسن ماقيل فيه وفی الولوالجیه و هو صحیح بحر وعلیه مشی فی الوقایه ومتن الممتار وشرحه وقدمه فی متن الدرر علی القول الآخر وظاهره ترجیحه وایده صدر الشریعة بقول لظهور التوانی فی احکام الشرع سیما فی اقامة الحدود فی الامصار "قوله وظاهر المذهب الخ" قال فی شرح المنیة والحد الصحیح ما اختاره صاحب الهدایة انه الذی له امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وتزییف صدر الشریعة له عن اعتذاره عن صاحب الوقایة حیث اختار الحد المتقدم لظهور التوانی فی الاحکام مزیف بأن المراد القدرة علی اقامتها علی ما صرح به فی التحفة عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک واسواق ولها رساتیق وفیها وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه اوعلم غیره یرجع الناس الیه فیما یقع من الحوادث وهذا هو الاصح اه الا ان صاحب الهدایة ترک ذکر السکک والرساتیق لان الغالب ان الامیر والقاضی الذی شانه القدرة علی تنفیذ الاحکام واقامة الحدود لایکون الا فی بلد کذلک۔

وفی الفتاویٰ العالمگیریة علی ج۱،ص۸۳:

والمصر فی ظاهر الراویة الموضع الذی یکون فیه مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام وبلغت ابنیتة منی هٰکذا فی الظهیریة وفتاویٰ قاضی خان وفی الخلاصة وعلیه الاعتماد کذا فی التاتارخاینة ومعنی اقامة الحدود القدرة علیها هکذا فی الغیاثیة۔

مصر کی تعریفیں جو مذکور ہوئیں گرچہ ان تعریفات میں فقہائے کرام کے عبارات

مختلف ہیں مگر امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ظاہر الروایہ سے بالفاظ مختلفہ جتنی تعریفیں منقول ہیں سب کا مرجع اور مآل ومقصود ایک ہیں کہ مصر اسی آبادی کو کہیں گے جس میں متعدد محلے اور متعدد دائمی بازار ہوں اور وہ جگہ ضلع یا کم از کم پرگنہ ہو اور اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور اس میں کوئی ایسا حاکم من جانب حکومت مقرر ہو جو اپنے اختیار اور اپنی شوکت سے فیصلہ مقدمات کر سکے اور مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔ خود قاضی اور مفتی ہو یا کوئی دوسرے اس عہدے پر وہاں فائز ہوتا کہ حدود وقصاص قائم اور احکام نافذ کر سکے۔

مـــذکورہ بالاتصـــریحات جلیلہ سے ان کا بطلان بھی اظہر من الشمس ہو گیا جو ہر چھوٹے بڑے گاؤں بلکہ دو گھر یہاں، ڈیڑھ گھر وہاں آباد۔ یا جہاں پنچائت قائم ہو گئی یا تھانہ یا شفاخانہ جہاں ہے اس کو مصر اور عظیم الشان شہر ثابت کرنے میں سعی لاحاصل کر رہے ہیں اور اسی فکر میں شب و روز سرگرداں اور پریشان رہتے ہیں۔ جہاں کو فریب دیتے ہیں کہ وہاں تھانہ، یہاں مکھیا ہے، یہ بھی انصاف کرتا ہے اس لیے وہ جگہ مصر ہے وہاں جمعہ فرض ہے۔ **ولاحول ولاقوۃ الاباللہ وھوالھادی۔** حالاں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا روشن بیان موجود کا اختیار ہے نہ فقط تھانہ دار کہ وہ کوئی حاکم نہیں الخ۔

دوسرے مقام میں فرماتے ہیں:

''نہ فقط تھانہ یا ڈاکخانہ یا شفاخانہ کہ فصـــل مقدمات کے لیے نہیں ہوتے۔ الخ''

اقول: مکھیا کا حال تھانہ دار سے بھی گھٹیا ہے۔ **کما ھو الظاھر** مصر کی تعریف میں امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی تعریف اصح ہے اور مصحح ومرجح ہے امام ملک العلماء ابوبکر مسعود نے بدائع میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات کو نقل کرنے کے بعد فرمایا **و ھو الاصح** اور غنیہ شرح منیہ میں بھی آپ کی تعریف سے

متعلق فرمایا ھذا ھو الاصح کما قال امام احمد رضا قدس سرہ فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویۃ۔ اور صاحب فتح القدیر نے بھی فتح القدیر میں امام اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی تعریف ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "قیل ھو الاصح" اور صاحب ردالمحتار نے بھی آپ کی تعریف مصر کے بارے میں فرمایا: "ھذا ھو الاصح" اور مجمع الانہر میں ہے: "وفی الغایۃ ھو الصحیح۔"

علم صاف اور انصاف کے ساتھ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ارشادات اور ظاہر الروایہ کے روایات میں نظر کرنے سے صاف واضح کہ فقہائے احناف کے نزدیک مصر وہی ہے جسے عرف عام میں شہر کہتے ہیں۔ نہ فقط جہاں تھانہ یا ڈاکخانہ یا محض متعدد مسجد یا مکھیا ہو اس کو مصر وشہر کہیں گے۔

ان مدعیان علم ودانش پر تعجب بالائے تعجب یہ کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی نص صریح اور ظاہر الروایہ کی تعریفات کے ہوتے ہوئے ان سے آنکھیں بند کر کے ظاہر الروایہ کے خلاف روایت نادرہ مرجوحہ مہجورہ ضعیفہ کو عوام جہال کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور شرم کچھ بھی نہیں کرتے اور مصر کی تعریف میں کہتے ہیں: "مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ۔" ترجمہ: اس کا یہ ہے جس کی سب سے بڑی مسجد میں اس کے سکان اہل جمعہ نہ سما سکیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاوی رضویہ سوم ص ۱۴۰ پر فرماتے ہیں کہ:

محققین کے نزدیک یہ تعریف اصلاً وجہ صحت نہیں رکھتی اس سے زیادہ اس کی غلطی کیا ہوگی کہ اس پر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ گاؤں ہو جاتے ہیں اور ان میں زمانہ اقدس سے آج تک جمعہ ناجائز وباطل قرار پاتا ہے۔

اور اسی کے ج ۳، ۱۲۷ پر فرماتے ہیں:

"مصر کی یہ تعریف کہ جس کی سب سے بڑی مسجد میں اس کے سکان اہل جمعہ نہ

سمائیں اگر بطور تعریف مانی جائے تو صریح باطل ہے جس پر وہ اعتراضات قاہرہ وارد ہیں جن کا جواب اصلا ممکن نہیں اور اگر کچھ اور نہ ہو تو یہی کیا کم ہے کہ اس تعریف پر خود مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ گاؤں ٹھہرے جاتے ہیں اور ان میں جمعہ معاذ اللہ حرام باطل قرار پاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں قدس سرہ خود اس تعریف کے اختیار کرنے والوں کو اقرار ہے کہ وہ روایت نادرہ خلاف ظاہر الروایہ میں ہے اور علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ ظاہر الروایہ کے خلاف ہے وہ ہمارے ائمہ کا قول نہیں وہ سب مرجوع عنہ اور متروک ہے۔

بحر الرائق میں ہے:

"ماخرج عن ظاهر الرواية فهومرجوع عنه والمرجوع عنه لم يبق قولاً له۔"

ردالمحتار میں ہے:

"ماخالف ظاهر الرواية ليس مذهباً لا صحابنا "توظاهر الرواية مصحح معتمد معول عليه۔"

مختار جمہور موید و منصور کے خلاف ایک روایت نادرہ پر عمل وفتویٰ کیوں کر روا۔

درمختار میں ہے:

"الحكم والفتيا بالقول المرجوع جهل وخرق للاجماع۔"

اور اسی میں ص ۱۴۰ پر ہے اور غنیہ میں ہے:

"الفصل في ذلك ان مكة والمدينة مصران تقام فيهما الجمعة من زمنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الى اليوم فكل تفسيرلا يصدق على احدهما فهو غير معتبر حتى الذى اختاره جماعة من المتأخرين وهوما اكبر مساجده لا يسعهم لانه منقوض بهما اذ مسجد كل منهما يسع اهله وزيادة۔"

اور حاشیہ فتاوی برہنہ ج۱ ص۱۴۱۳ پر ہے:

"ثم اختلفوا فی تفسیر المصر اختلافا کثیرا والفصل فی ذلك ان مکة والمدینة مصر ان تقام بهما الجمعة من زمنه علیه الصلوٰة و السلام الی الیوم وکل موضع کان مثل احدهما فهومصر وکل تفسیر لایصدق علی احدهما فهوغیرمعتبر حتی التعریف الذی اختاره جماعة من المتأخرین کصاحب المختار والوقایة وغیرهما وهو مالو اجتمع اهله فی اکبر مساجده لایسعهم فانه منقوض بهما اذکل مساجد یسع اهله وزیادة الی ان قال فلاتعتبر هذا التعریف۔"۱۲۰۔

کبیری ص ۵۹۸ مطبوعہ لاہور اور مجمع الانہر ج۱ ص۱۶۶ پر ہے:

"وقیل مالواجتمع اهله فی اکبر مساجده لایسعهم"هذا روایة اخری عن ابی یوسف وهو اختیار الثلجی وانما اوردبصیغة التمریض لانهم قالواان هذا الحدغیر صحیح عند المحققین مع ان الاول یکون ملائما بشرط وجود السلطان ونائبه ومناسبا لما قاله الامام رحمه الله المصر کل بلدة فیها سکك واسواق الخ وفی الغایة هوالصحیح و کذاروی عن ابی یوسف غیرها تین الروایین انه کل موضع یکون فیه کل محترف ویوجدفیه مایحتاج الناس الیه فی معاشهم وفیه فقیه یفتی وقاضی یقیم الحدود۔"

غنیہ اور حاشیہ برہنہ کا حاصل یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ قطعاً یقیناً مصر وشہر ہیں اور یہ دونوں پاک شہر زادہا اللہ شرفاً وتکریماً باعتبار مصریت اصل ہیں: فی التحفة

وانهما هما الاصل فی اعتبار المصریة کما قال فی الفتاوی الرضویة۔

ان دونوں مبارک شہروں میں زمانہ اقدس سے آج تک جمعہ ہوتا آ رہا ہے تو جو تعریف ان شہروں پر صادق نہ آئے وہ معتبر نہیں حتی کہ وہ تعریف بھی قابل اعتبار نہیں جسے متأخرین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔"**وھوما اکبر مساجدہ لا یسعھم**" کیوں کہ یہ تعریف ان پاک شہروں پر صادق نہ آنے کے باعث منقوض ہے صحیح و درست نہیں کہ ان کی مساجد کریمہ اپنے اہل کی ہمیشہ سے وسعت رکھتی ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۰۹ پر فرماتے ہیں:

مصر کی یہ تعریف کہ جس کی اکبر مساجد میں وہاں کے اہل جمعہ نہ سمائیں اپنے ظاہر معنی پر ہمارے آئمہ کے مذہب متواتر کے خلاف ہے۔ ولہذا محققین نے اسے رد فرمایا اور تصریح کی کہ اس تعریف پر خود مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ شہر سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں جمعہ باطل ٹھہرتا ہے کہ ان کی مساجد کریمہ اپنے اہل کی ہمیشہ سے وسعت رکھتی ہے۔ اور مجمع الانہر کا حاصل یہ ہے کہ مصر کی تعریف "**قیل مالو اجتمع**" امام ابو یوسف سے ایک دوسری روایت ہے۔ اسے ابن شجاع ثلجی نے اختیار کیا ہے۔

امام ابو یوسف سے پہلی روایت یہ ہے:

"**والمصر کل موضع له امیر و قاض ینفذ الاحکام و یقیم الحدود۔**"

ملتقی الابحر ص ۱۶۶ اس کے تحت در المنتقی میں ہے:

"**عند ابی یوسف وھو ظاھر المذھب کما فی الھدایة وغیرھا انتھی۔ وقیل مالو اجتمع الخ۔**"

مجہول کا صیغہ اس تعریف کے ساتھ اس لیے لایا گیا کہ یہ تعریف فقہا نے فرمایا

کہ محققین کے نزدیک صحیح نہیں باوجود یہ کہ اول تعریف ''کل موضع له امیر الخ۔''
بشرط وجود سلطان یا نائب سلطان امام اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی تعریف کے ملائم
ومناسب ہے اور امام ابو یوسف سے ان دونوں روایتوں کے علاوہ بھی ایک روایت ہے
وہ ''کل موضع یکون فیہ الخ۔'' کمامر۔

اقول وباللہ التوفیق: سیدنا امام الائمہ سراج الامہ کشف الغمہ امام اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ارشادات اور ظاہر الروایۃ کی روایت اور ائمہ احناف
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روشن تصحیحات وترجیحات کے ہوتے ہوئے خلاف ظاہر
الروایۃ روایت نادرہ مرجوحہ مرجوعہ عنہ ضعیفہ پر جھکنا اور نا قابل اعتبار غیر مختار کو اختیار کرنا
اور جابجا اس کا اشتہار دینا اور دیہاتیوں گاؤں باشیوں کو روز جمعہ ظہر یا جماعت سے
روکنا امام مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی کیسی تقلید اور مسلک امام ہمام اور مذہب
احناف کی کیسی خدمت اور ترویج واشاعت ہے؟ اور جب اس روایت نادرہ کے علاوہ
امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ سے اور بھی کئی روایتیں مصر کے بارے میں جو امام اور ائمہ
احناف کے ارشادات وتعریفات کے مناسب وموافق ہیں ان کو چھپانا ان سے اغماض و
اعراض کرنا ان کا اشتہار نہ دینا کیسی دیانت اور کیسا انصاف ہے؟ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاویٰ رضویہ سوم میں فرماتے ہیں:

''شہر کی یہ تعریف کہ جس کی اکبر مساجد میں اس کے سکان جن پر جمعہ فرض ہے نہ
سما سکیں، ہمارے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے اور جو کچھ ظاہر
الروایہ کے خلاف ہے مرجوع عنہ اور متروک ہے۔ کما فی البحر الرائق والخیریۃ
ورد المحتار وغیرھا۔ اور فتاویٰ جب مختلف ہوتو ظاہر الروایہ پر عمل واجب
ہے۔ کما فی البحر والدر وغیرھا۔

اقول: محققین تصریح فرماتے ہیں کہ قول امام پر فتویٰ واجب ہے اس سے

عدول نہ کیا جائے اگر چہ صاحبین خلاف پر ہوں اگر چہ مشائخ مذہب قول صاحبین پر افتا کریں تو جہاں قول صاحبین بھی امام ہی کے ساتھ ہے ایک روایت اور صرف بوجہ اختلاف فتویٰ متاخرین کیوں کر معمول ومقبول اور ائمہ ثلاثہ کا ظاہر الروایۃ میں جوارشاد ہے متروک ولائق عدول ہولا جرم شرح نقایہ ومجمع الانہر میں تصریح فرمائی کہ شہر کی یہ تعریف محققین کے نزدیک صحیح نہیں۔ **کما ستسمع نصہ۔**

اقول معھذا: ہمارے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے جو اقامت جمعہ کے لیے مصر کے شرط لگائی اس کا ماخذ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح ہے جسے ابوبکر بن ابی شیبہ وعبدالرزاق نے اپنی مصنفات میں روایت کیا: "**لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ فطر ولا اضحی الافی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ۔**" ظاہر ہے کہ اس روایت غریبہ کی تعریف بہت سے چھوٹے چھوٹے مزرعوں پر صادق جنہیں کوئی مصر جامع یا مدینہ نہ کہے گا۔ **کما اشار الیہ العلامۃ الطحاوی فی حاشیۃ العلائی۔** تو اس قول کا اختیار اصل مذہب سے عدول اور اس کے ماخذ کا صریح خلاف ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ وہ پاک مبارک شہر جس کی مصریت پر اتفاق ہے اور ان میں زمانہ اقدس حضور سید عالم ﷺ سے جمعہ قائم، یعنی مدینہ ومکہ **زادھما اللہ شرفاً وتکریماً۔** اس تعریف کی بنا پر وہی شہر ہونے سے خارج ہوئے جاتے ہیں۔ **علی ماصرح بہ العلامۃ ابراھیم الحلبی فی الغنیۃ والعلامۃ السید الشریف الطحطاوی فی حاشیۃ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح۔** تو اس کی بے اعتباری میں کیا شبہ ہے؟ صحیح تعریف شہر کی یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد کوچے الخ جہاں یہ تعریف صادق ہو وہی شہر ہے اور وہیں جمعہ جائز ہے۔ ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہی ظاہر الراویۃ ہے۔ **کما فی الھدایۃ والخانیۃ والظھیریۃ والخلاصۃ والعنایۃ والحلیۃ والغنیۃ والدر المختار والھندیۃ وغیرھا۔** اور یہی مذہب ہمارے امام اعظم کے استاذ اور حضرت عبداللہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد خاص حضرت امام عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔" کما فی مصنف عبدالرزاق حدثنا ابن جریج عن عطابن ابی رباح قال اذا کنت فی قریۃ جامعۃ فنودی بالصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فحق علیك ان تشهدها سمعت النداء اولم تسمعه قال قلت لعطاء ماالقریۃ الجامعۃ قال ذات الجماعۃ و الامیروالقاضی و الدور المجتمعۃ الآخذبعضها ببعض مثل جدۃ۔"(۱)اور یہی قول امام ابوالقاسم صفار تلمیذ التلمیذ امام محمد کا مختار ہے،کمافی الغنیۃ۔(۲) اسی کو امام کرخی نے اختیار فرمایا، کما فی الهدایۃ۔(۳)اسی پر امام قدوری نے اعتماد کیا، کما فی مجمع الانہر۔(۴) اسی کو امام شمس الائمہ سرخسی نے ظاہر المذہب ''عندنا'' فرمایا،کمافی الخلاصۃ۔(۵) اسی پر امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء (۶) اور ان کے تلمیذ امام ملک العلماء ابوبکر مسعود نے بدائع شرح تحفہ میں فتویٰ دیا۔کما فی الحلیۃ۔(۷)اسی پر امام فقیہ النفس قاضی خاں نے جزم واقتصار کیا، کمافی فتاواہ۔(۸)اور اسی کو شرح جامع صغیر میں قول معتمد فرمایا:کما فی الحلیۃ والغنیۃ۔(۹)اسی کو امام شیخ الاسلام برہان الدین علی فرغانی نے مرجح رکھا کما فی شرح المنیۃ۔(۱۰)اسی کو مضمرات میں اصح ٹھہرایا۔ کمافی جامع الترمذ۔(۱۱)ایسا ہی جواہر الاخلاطی میں لکھ کر ''ھذا اقرب الا قاویل الی الصواب'' کہا،کمارئیتہ فیھا۔(۱۲) ایسا ہی غیاثیہ میں لکھا،کمافی الغنیۃ (۱۳)اسی کو تاتارخانیہ میں ''علیہ الاعتماد'' فرمایا،کمافی الهندیۃ(۱۴) اسی کو غایہ شرح ھدایۃ (۱۵) وغنیۃ شرح منیۃ (۱۶) ومجمع الانهر شرح ملتقی الابحر(۱۷)وجواہر (۱۸) وشرح نقایہ قهستانی میں صحیح کہا۔ اخیر میں ہے یہی قول معول علیہ ہے۔ (۱۹)اسی کو ملتقی الابحر میں مقدم وماخوذ بہ ٹھہرایا(۲۰)اسی پر کنز الدقائق (۲۱) وکافی

شرح وافی (۲۲) ونورالایضاح (۲۳) وعالمگیریہ وغیرہ ہا میں جزم واقتصار کیا۔ قول دیگر کا نام بھی نہ لیا (۲۴) اسی کو علامہ حسن شرنبلالی نے شرح نورالایضاح میں اصح وعلیہ الاعتماد فرمایا (۲۶) اسی پر علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ شرنبلالی میں اعتماد اور قول آخر کا رد بلیغ کیا۔ (۲۷) اسی پر امام ابن الہمام محمد وعلامہ اسمٰعیل نابلسی وعلامہ نوح آفندی وعلامہ سید احمد حموی وغیرہم کبراء اعلام نے بنائے کلام فرمائی۔ شرح کل ذلك یطول انتہی کلام امام اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ۔"

ان دلائل ظاہرہ باہرہ اور براہین قاطعہ قاہرہ اور حجج لامعہ ساطعہ کے باوجود جو حق کو حق اور باطل کو باطل دیکھنے سے معذور ہے اور اندھا بن کر اور فتنہ کا بہانہ بنا کر غلط کو صحیح اور باطل کو حق کہنے پر مصر ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ امام اعظم کی تقلید کے دعویٰ میں سچا ہے۔ مشاہدہ ہے کہ عوام الناس طاعت کے معاملہ میں کہیں فتنہ نہیں اٹھاتے جب تک ان کے پیچھے کسی بے عمل مولوی یا جاہل پیر کا ہاتھ نہ ہو۔ میرا دعویٰ ہے میرا اذعان وایقان کہتا ہے کہ کوئی اختلاف نہ ہو، گا کوئی فتنہ نہ اٹھے گا اگر یہ لوگ بھی سچے دل سے اخلاص کے ساتھ عوام کی رہنمائی کریں۔ یہی مسئلہ جمعہ کو لے لیجئے اگر سب حنفی کہلانے والے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا صحیح مذہب ومسلک عوام کے سامنے رکھیں اور بتائیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بلکہ حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کے نزدیک بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک دیہات اور گاؤں اسی طرح جنگل و بیابان میں جمعہ صحیح ودرست نہیں بلکہ ناجائز وحرام ہے اور پڑھنے سے گناہ ہوتا ہے اور ظہر کا فرض ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا اور دیہات میں جمعہ کی حیثیت ایک نفل مکروہ کی ہے اور جو نماز بنام جمعہ پڑھی گئی وہ فرض نہیں بلکہ دیہات اور بن گاؤں اور جنگل میں جمعہ کے دن بھی ظہر ہی فرض ہے، نہ پڑھنے پر کئی محظورات کا ارتکاب ہوتا ہے۔ ترک ظہر جو فرض ہے، ترک جماعت جو واجب ہے اور جماعت پر قدرت کے باوجود جماعت سے کنارہ کشی جو شناعت ہے۔ اعتقاد میں فساد کہ جو گاؤں اور دیہات میں

فرض نہیں اس کو فرض جاننا اور جو فرض ہے یعنی ظہر اس کو فرض نہ جاننا وغیرہ اپنی خلوت میں بیان کریں۔ تو ان شاء المولیٰ تعالیٰ کہیں نام کے لیے بھی بوئے اختلاف نہ پائیں۔ مگر ان جاہل پیروں اور نام کے مولویوں کا حال بگڑا ہوا ہے، عوام جہال کو اپنے امام کے ارشادات کو دانستہ یا نادانستہ نہ بتا کر اس کے برعکس یہ بتائیں گے کہ فلاں صاحب فلاں گاؤں میں اور فلاں صاحب فلاں بستی میں اور فلاں صاحب فلاں بن میں نماز جمعہ پڑھی ہے اور دیہات میں جمعہ صحیح و جائز نہ ہوتا تو کیسے پڑھی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ کوئی دلیل ہے، اقوال کے ہوتے ہوئے کوئی انصاف پسند افعال سے ہرگز استدلال نہیں کرتے مگر ان کی مت ہی نرالی ہے۔ العیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

بعض علم ودانش کے مدعی حجت پکڑتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ الخ۔" مطلق ارشاد فرمایا ہے اس میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں اس لیے دیہات میں بھی جمعہ فرض ہوگا۔

اقول: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تو پھر جنگل، پہاڑ، بن، سمندر، ہر خشک وتر میں فرض ہونا چاہیے اور ہر شخص پر فرض ہونا چاہیے کہ اس میں مرد، عورت، بچے، غلام، مریض، مسافر کسی کا استثنا نہیں۔ تو اس کو کہنا چاہیے کہ چار برس کے بچہ پر بھی جمعہ فرض ہے اور لنگڑے، اندھے، اپاہج، مریض سب پر جمعہ فرض ہے۔ العیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس کے قول پر یہ بھی لازم کہ جمعہ کے لیے نہ جماعت کی حاجت، نہ سلطان کی، نہ اس کے نائب کی، نہ اذن عام کی، نہ وقت کی اور نہ حریت وذکورت کی، نہ اقامت و صحت کی، نہ قدرت وبصارت کی ضرورت حالاں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جمعہ کا حکم مطلق وعام نہیں بلکہ مقید بقیود اور مشروط بشرائط ہے۔ کما فی العالمگیری والبدائع والدر المختار وردالمحتار والهداية والوقاية وغيرها

ومن شاء التفصيل فليراجع اليها۔

بعض وہم ڈالتے ہیں کہ بحرین میں جواثی ایک گاؤں تھا جس میں صحابہ کرام نے جمعہ قائم کیا اس لیے گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔

اقول: یہ استدلال درست نہیں کیوں کہ تحقیق یہ ہے کہ جواثی گاؤں نہیں بلکہ شہر تھا۔

فتح القدیر ص ۲۲، ج ۲ پر ہے:

"وفی الصحاح ان جواثی حصن بالبحرین فھی مصر اذلا یخلوا الحصن عن حاکم علیھم وعالم ولذا قال فی المبسوط انھا مدینة بالبحرین و کیف والحصن یکون بای سور ولا یخلو ما کان کذالك عما قلنا عادة۔"

اور بدائع ج ۱ ص ۲۵۹ پر ہے:

"واما الحدیث فقد قیل ان جواثی مصر بالبحرین الخ۔"

بخاری شریف ج ۴ ص ۱۲۲ پر ہے:

"عن ابن عباس قال ان اول جمعة جمعت بعد جمعة فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مسجد عبد القیس بجواثی من البحرین۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں جمعہ کے بعد پہلا جمعہ جو پڑھا گیا وہ بحرین کے علاقہ جواثی عبد القیس کی مسجد میں پڑھا گیا۔

اس اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تحت حاشیہ پر ہے:

"وھی قریة من قری البحرین وحکی ابن التین عن الشیخ ابی الحسن وانھا مدینة وفی الصحاح للجوھری والبلدان للزمخشری

جواثا حصن بالبحرين وقال ابو عبیدالله البکری هی مدینة بالبحرین العبدالقیس استدل الشافعیة بهذا الحدیث علی ان الجمعة تقام فی القریة الخ قلنا لانسلم انہاقریة بل هی مدینة کما حکیناعن البکری وغیره وقدیطلق اسم القریة علی المدینة باعتبار المعنیٰ اللغوی کما فی قوله تعالیٰ ولو لانزل هذا القرآن علی رجل من القریتین یعنی مکة والطائف فلایتم استدلال من یجیز الجمعة فی القریٰ بهذا الوجه۔"

بالا بیان سے واضح کہ جواثی گاؤں نہیں شہر تھا جیسا کہ فتح القدیر بدائع اور حاشیہ بخاری سے ظاہر و باہر اور جب جواثی شہر تھا تو وہ جمعہ شہر میں ہی قائم ہوا گاؤں میں نہیں۔

بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۵۹ اور فتح القدیر ج ۲ ص ۲۳ پر ہے کہ:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں جمعہ قائم فرمایا اور اس کے اردگرد دیہاتوں میں کہیں قائم نہیں فرمایا اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کسی گاؤں میں جمعہ قائم نہیں فرمایا جب ملکوں اور شہروں کو فتح کیا تو ان کے شہروں میں جمعہ قائم کیا ان کے گاؤں اور دیہاتوں میں نہیں۔

بدائع کے الفاظ یہ ہیں:

"ولنا ماروی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لاجمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع وعن علی رضی الله تعالیٰ عنه لا جمعة و لاتشریق ولا فطرولا اضحی الا فی مصر جامع و کذا النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یقیم الجمعة بالمدینة وماروی الاقامة حولهاو کذا الصحابةرضی الله تعالیٰ عنهم فتحوا البلاد ومانصبوا المنابر الا فی

الامصار فكان ذلك اجماعا منهم على ان المصر شرط ولان الظهر فريضة فلا يترك الابنص قاطع والنص وردبتركها الا الجمعة فى الامصارولهذا لاتؤدى الجمعة فى البرارى ولان الجمعة من اعظم الشعائر فتختص بمكان اظهار الشعائروهو المصر۔"

اور فتح القدیر کے کلمات یہ ہیں:

"ولهذالم ينقل عن الصحابة انهم لما فتحوا البلاد و اشتغلوا بنصب المنابر والجمع الا فى الامصار دون القرى ول وكانت لنقل ولواحادا۔"

بخاری شریف ج ۴،ص ۱۲۳ پر ہے:

عن عائشة زوج النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قالت كان الناس ينتابون يوم الجمعةمن منازلهم والعوالى۔"

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ اپنی بستیوں اور گاؤں سے باری باری جمعہ کے لیے مدینہ منورہ آیا کرتے تھے۔

اس حدیث شریف کے تحت عمدۃ القاری فی شرح البخاری ج ۶،ص ۱۹۹ پر ہے:

"لانه لوكان واجباعلى اهل العوالى ماتناوبوا ولكانوا يحضرون جميعًا۔"

اس حدیث پاک سے بھی واضح ہے کہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض نہ تھا، کیوں کہ گاؤں والوں پر اگر جمعہ فرض ہوتا تو وہ پھر باری باری جمعہ کے لیے مدینہ طیبہ میں نہ آتے، بلکہ گاؤں کی پوری آبادی جمعہ میں شرکت کرتی۔

اور فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۷۳۸ پر ہے:

"وايضاان الجمعة فرضت على النبى صلى الله عليه وسلم وهو

بمكة قبل الهجرة كما اخرجه الطبرانی عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه فلم یکن اقامتها من اجل الکفار فلما هاجر االنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ومن هاجر معه من اصحابه الی المدینة لبث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی بنی عمروبن عوف بضع اربعة عشر ایام ولم یصل الجمعة فهذا دلیل علی عدم الجمعة فی القری والاالصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمعة۔"

اور فیوض الباری ج ۴، ص ۳۹ پر ہے کہ:

''حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اور آپ کے صحابہ کا متواتر عمل بھی ادائے جمعہ کے لیے شہر کے شرط ہونے پر نص ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو آپ پہلے قبا میں ٹھہرے وہاں آپ نے چودہ روز قیام کیا، اور جمعہ قائم نہ فرمایا۔

بخاری میں عن انس مروی ہے:

"فاقام فیهم اربعة عشر لیلة۔" اور دوران قیام قبا آپ کو دو جمعہ پیش آئے کیوں کہ آپ پیر کے دن قبا میں فروکش ہوئے اور پیر ہی کے روز قبا سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے لیکن آپ نے دوران قیام قبا جمعہ قائم نہیں فرمایا نہ اہل قبا کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔

اور اسی کے ص ۴۰ پر ہے:

''جمعہ کی فرضیت مکہ مکرمہ میں قبل ہجرت ہو چکی تھی مگر بوجہ غلبہ کفار مکہ میں جمعہ قائم نہ ہو سکا اور سورہ جمعہ کا نزول فرضیت جمعہ کے بعد ہوا پھر جب حضور علیہ السلام نے ہجرت فرمائی مدینہ منورہ جو کہ مصر تھا وہاں حضور علیہ السلام نے جمعہ قائم فرمایا''

اسی میں ہے علامہ سیوطی نے لکھا:

"النوع الثانی عشر ماتأخر حکمه عن نزوله و ماتأخر نزوله عن حکمه الی ان قال ومن امثلته ایضا آیة الجمعة فانها مدینة (اتقان)

ان مذکورہ بیان سے بخوبی عیاں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں اور بعض مدعیان فقہ وفتوی کا فتوی دینا کہ دیہات میں جمعہ پڑھیں اور ظہر احتیاطی بھی۔

اقول یہ فتوی نہیں طغوی ہے، جہالت پر جہالت کا ثبوت ہے کیوں کہ دیہات اور گاؤں ظہر احتیاطی کا محل نہیں ظہر احتیاطی کا محل وہ شہر وقصبات ہیں جن میں شرائط جمعہ کے اجتماع میں اشتباہ واقع ہو یا جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہو۔

فتاوی تاتارخانیہ ج ۲، ص ۵۰ پر ہے:

"ثم فی کل موضع وقع الشك فی کونه مصراً واقام اهل ذلك الجمعة بشرائطها فینبغی لاهل ذلك الموضع ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات وینؤون به الظهر احتیاطا حتی انه لولم یقع الجمعة موقعها یخرج عن عهدة فرض الوقت بأدائه الظهر بیقین۔"

اور فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۵۷ پر ہے:

"ثم فی کل موضع وقع الشك فی جواز الجمعة بوقوع الشك فی المصر اوغیره واقام اهله الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربعة رکعات وینووا بها الظهر حتی لولم تقع الجمعة موقعها یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین و کذا فی الکافی وهکذا فی المحیط۔"

اور فتح القدیر ج ۲، ص ۲۵ پر ہے:

"واذا اشتبه علی الانسان ذلك ینبغی ان یصلی اربعاً بعد الجمعة ینوی بها آخر فرض ادرکت وقته ولو أدوه بعد فان لم تصح الجمعة وقعت ظهره وان صحت کانت نفلا وهکذا فی مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحر، ج ۱، ص ۱۶۸ وقال کما فی الکافی وفی القنیة عن بعض المشائخ لما ابتلی اهل مرو باقام جمعتین مع اختلاف العلماء فی جوازها امرهم ائمتهم بأداء الاربع بعدها حتماً احتیاطاً انتهی۔"

اور رد المحتار ج ۱،ص ۵۹۶ پر ہے:

"ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشك فی کونه مصراً ینبغی لهم ان یصلوا بعد الجمعة اربعاً بنیة الظهر احتیاطًا حتی انه لو لم تقع الجمعة موقعها یخرجون عن عهدة فرض الوقت بأداء الظهر ومثله فی الکافی وفی القنیة لما ابتلی اهل مرو الخ. کما مر.

اور مراقی الفلاح ص ۴۱۴ میں ہے:

ولا یفتی بالاربع الا للخواص ویکون فعلهم ایاها فی منازلهم."

اور فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۷۰۵ میں ہے:

"ان وقع الشك فی صحة الجمعة لوقوع الشبهة فی شرط کالمصریة او کون الدار دار الاسلا فالظاهر الوجوب و ان کان هناك توهم لاجل خلاف ضعیف فالندب ویفتی به الخواص لا العوام."

اور ج ۳،ص ۶۸۰ پر ہے:

"وہ شہر وقصبات جن میں شرائط جمعہ کے اجتماع میں اشتباہ واقع ہو، یا جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہو اور آج کل ہندوستان کے عام بلاد ایسے ہی ہیں ایسی جگہ ہمارے علمائے کرام نے حکم دیا کہ بعد جمعہ چار رکعت فرض احتیاطی اس نیت سے ادا کرے کہ پچھلی وہ ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہ کی یہ رکعتیں چاروں سنت بعد یہ جمعہ کے بعد پڑھے اور جس پر ظہر کی قضاء عمری نہ ہو وہ چاروں میں سورت بھی ملائے پھر جمعہ کی دو سنتیں ان رکعتوں کے بعد بہ نیت سنت وقت ادا کرے جمعہ پڑھتے وقت نیت صحیح وثابت رکھے جمعہ کو صحیح سمجھ کر خاص فرض جمعہ کی نیت کرے۔"

اور ج ۳،ص ۶۸۳ پر ہے:

"مگر یہ اس جگہ کے لیے ہے جو شہر یا فناء شہر ہو اور تعدد جمعہ وغیرہ وجوہ کے سبب

صحت جمعہ میں اشتباہ ہو، گاؤں میں جمعہ اصلاً جائز نہیں تو وہاں اس کی اجازت نہیں ہوسکتی کہ ایک ناجائز کام کریں اوران چار رکعت احتیاطی سے اس کی تلافی چاہیں۔

اوراسی کے ص ۷۰۰ ج ۳ پر ہے:

''جہاں جمعہ بحسب مذہب بلاشبہ ناجائز وباطل ہے جیسے وہ کوردہ جو کسی روایت مذہب پر مصر نہیں ہوسکتے وہاں ظہر آپ ہی عیناً فرض ہے اور جمعہ پڑھوانے اور چار رکعت احتیاطی بتانے کی اصلاً گنجائش نہیں۔ "فان الشرع لایأمر بارتکاب الاثم والاشتغال بما لا یصح اصلاً۔ ان کا محل وہاں ہے کہ صحت جمعہ میں اشتباہ وتردد قوی ہومثلاً وہ مواضع جن کی مصریت میں شک ہے باوصف اطمینان صحت جانب خلاف کچھ وقعت رکھتی ہومثلاً جہاں جمعہ متعدد جگہ ہوتا اور سبقت نامعلوم ہو کہ اگرچہ در بارۂ تعدد قول جواز ہی معتمد وماخوذ ومفتی بہ ہے مگر عدم جواز بھی ساقط وناقابل التفات نہیں کما بینہ فی ردالمحتار صورت اولیٰ میں ان چار رکعت کا حکم ایجاباً وتاکیداً ہوگا۔ "لوقوع الشبۃ فی برائۃ العھدۃ۔" اور ثانیہ میں "استحباباًوترغیباً لان الخروج عن الخلاف مستحب اجماعًا مالم یلزم محذور اھ۔"

ان بالابیانات سے روشن کہ دیہات محل ظہر احتیاطی نہیں وہاں ظہر ہی قطعاً یقینا عینا فرض۔ظہر احتیاطی کا محل وہ شہر وقصبات ہیں جن کی مصریت میں اشتباہ ہو یا جس شہر میں جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہو بعض لوگ اس گاؤں کو مصر وشہر قرار دیتے ہیں جس گاؤں کی بڑی سے بڑی مسجد میں اس کے اہل نہ سماسکیں اورگلیاں اور بازار ہوں اوراس میں چند مولوی مولانا ہوں، مسئلہ دین جاری کرتے ہوں اور قاضی ہوکر انصاف مظلوم کرتے ہوں اس گاؤں کے متصل اورگاؤں بھی ہے۔ایسے گاؤں میں کہتے ہیں جمعہ جائز ہے۔

اقول: اس کا جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سنئے:

الجواب: گاؤں متصل ہونے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ دیہات اس کے متعلق

ہوں یہ ضلع یا پرگنہ ہوا پنے اپنے طور پر فیصلہ کرنے سے شہر نہیں ہو جاتا بلکہ والی ملک یا اس کا مقرر کردہ حاکم ہو اگر یہ دونوں باتیں ہیں تو اس میں جمعہ جائز و صحیح ہے ورنہ باطل و ناجائز۔''

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا یہ فتویٰ آپ کے وصال شریف سے صرف ڈیڑھ سال قبل کا ہے۔کمافی الفتاویٰ الرضویہ ج ۳،ص ۷۴۹

اس تقریر منیر سے واضح کہ جہاں بازار ہوں گلیاں ہوں مسلمان بے شمار آباد ہوں وہاں علمائے کرام کی کثرت ہو ان کی طرف سے قاضی بھی مقرر ہو وہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لیتا بھی ہو مگر حکومت وقت کا مقرر کردہ نہ ہو تو وہ جگہ نہ مصر اور نہ وہاں جمعہ جائز بلکہ باطل۔

اقول: اس سے بہت کم اور کمتر درجہ ہے گاؤں کے مکھیا پردھان اور تھانہ دار کا تو اس کے ہونے سے کوئی جگہ کیسے مصر ہو جائے گی؟ کما سبق غیر مرۃ.

امامت جمعہ و عیدین کے مسئلہ سے بھی اکثر لوگ غافل ہیں، ان کی امامت کو نماز پنج گانہ کی امامت کے مثل سمجھتے ہیں جو چاہا جب چاہا جس کو چاہا امام بنالیا اور جب چاہا معزول کر دیا۔حالاں کہ امامت جمعہ کا مسئلہ ایسا نہیں۔پنج گانہ میں ہر شخص صحیح الایمان، صحیح القراءۃ، صحیح الطہارۃ مرد عاقل بالغ، غیر فاسق، غیر معذور امامت کرسکتا ہے۔مگر جمعہ و عیدین میں کوئی امامت نہیں کرسکتا اگر چہ حافظ قاری تقی وغیرہ وغیرہ فضائل کا جامع ہو مگر وہ جو بحکم شرع عام مسلمانوں کا خود امام ہو کر بالعموم ان پر استحقاق امامت رکھتا ہو یا ایسے امام کا ماذون و مقرر کردہ ہو اور یہ استحقاق علی الترتیب صرف تین طور پر ثابت ہوتا ہے۔اولاً وہ سلطان اسلام ہو۔ثانیاً جہاں سلطنت اسلام نہیں وہاں یہ امامت عامہ اس شہر کے اعلم علماء دین کو ہے۔ثالثاً جہاں یہ بھی نہ ہو وہاں بمجبوری عام مسلمان جسے مقرر کرلیں۔بغیر ان صورتوں کے جو شخص نہ خود ایسا امام، نہ ایسے امام کا نائب و ماذون و مقرر کردہ اس کی امامت ان نمازوں میں اصلاً صحیح نہیں، اگر امامت کرے گا نماز باطل محض ہوگی، جمعہ کا فرض سر پر رہ جائے گا۔ان شہروں میں کہ سلطان اسلام موجود نہیں

اور تمام ملک کا ایک عالم پر اتفاق دشوار ہے، اعلم علماے بلد کہ اس شہر کے سنی عالموں میں سب سے زیادہ فقیہ ہو نماز کے مثل مسلمانوں کے کاموں میں ان کا امام عام ہے اور بحکم قرآن عظیم ان پر اس کی طرف رجوع اور اس کے ارشاد پر عمل فرض ہے۔ جمعہ و عیدین وکسوف کی امامت وہ خود کرے، یا جسے مناسب جانے مقرر کرے۔ اس کے خلاف پر عوام بطور خود اگر کسی کو امام بنالیں گے صحیح نہ ہوگا کہ امام کا تقرری بجبوری اس حالت میں روا رکھا گیا ہے جب امام عام موجود نہ ہو، اس کے ہوتے ہوئے ان کے قرارداد کوئی چیز نہیں۔ کمافی الفتاوی الرضویہ۔

مراقی الفلاح ۱۱۴۱ میں ہے:

والجمعة فرض آکدمن الظهرعلى كل من اجتمع فيه سبعة شرائط وهى الذكورة والحرية والا قامة بمصر والصحة والامن من الظالم وسلامة العينين والسابع سلامة الرجلين ويشترط لصحتها ستة اشياء الاول المصر اوفنائه والسطان اونائبه الثالث وقت الظهروالرابع الخطبة قبلها بقصدها فى وقتها للمأثور وحضور احد لسماعها ممن تنعقدبهم الجمعة ولو واحداً فى الصحيح ويشترط ان لايفصل بين الخطبة والصلاة باكل وعمل قاطع فهذه خمس شروط اوست لصحة الخطبة فليتنبه لهاوالخامس الاذن العام كذا فى الكنزلانهامن شعائرالاسلام و خصائص الدين فلزم اقامتها على سبيل الاشتهاروالعموم حتى لوغلق الامام باب قصره اوالمحل الذى يصلى فيه باصحابه لم يجزوالسادس الجماعة لان العلماء اجمعوا على انها لاتصح من المنفرد وعندناهم ثلثة رجال وهم غير الامام عندالامام الاعظم ومحمد اه ملخصا۔وفى حاشية المراقى مضت السنة ان الذى يقيم الجمعة السلطن اومن بها امره فان لم يكن

كذالك صلوا الظهر كذا فى الحلبى واذالم يكن استئذان السلطن لموته اوفتنة واجتمع الناس على رجل فصلى بهم جاز لضرورة كما فعل على فى محاضرة عثمان رضى الله عنه وان فعلوذلك لغير ما ذكر لايجوز لعدم الضرورة وروى ذلك عن محمد فى العيون وهو الصحيح وفى مفتاح السعادة عن مجمع الفتاوىٰ غلب على المسلمين ولاة الكفار يجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعياد ويصير القاضى قاضيابتراضى المسلمين ويجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلماً اه.ولومات الخليفة وله ولاة على امور العامة كان لهم ان يقيموا الجمعة لانهم اقيموا لأمور المسلمين فكانوا على حالهم مالم يعزلوا حلبى.وفى الرضوية عن فتاوىٰ الامام عتابى ثم عن الحديقة الندية.اذاخلاالزمان من سلطان ذى كفاية فالامور موكلة الى العلماء ويلزم الامة الرجوع اليهم ويصيرون ولاة فاذا عسر جمعهم على واحد استقل كل قطر باتباع علمائه فان كثروافالمتبع اعلمهم فان استوواالقرع بينهم قال الله عزوجل اطيعوالله واطيعوالرسول واولى الامر منكم۔"

علماء دین فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ آیۂ کریمہ میں "اولی الامر" سے مراد علماء دین ہیں۔"نص عليه العلامة الزرقانى فى شرح المواهب وغيره فى غيره در مختار میں ھے:"نصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر امامع عدمهم فيجوز لضرورة۔"

فتاوٰی قاضی خاں وردالمحتار وغیرہما میں ہے:

خطب بلا اذن الامام والامام حاضر لم يجزالاان يكون الامام امره بذلك والله تعالىٰ اعلم .اه

ان تصریحات سے واضح اور روشن کہ صحت جمعہ کے لیے مصر یا فناء مصر کا ہونا ضروری ہے، فناء مصر حوالئ شہر کے ان مقامات کو کہتے ہیں جو مصالح شہر کے لیے رکھے گئے ہوں مثلاً وہاں شہر کی عیدگاہ یا شہر کے مقابر ہوں یا حفاظت شہر کے لیے فوج رکھی جاتی ہے، اس کی چھاؤنی یا شہر کی گھوڑ دوڑ یا چاند ماری کا میدان یا کچہریاں اگرچہ یہ مواضع شہر سے کتنی ہی میل ہوں، اگرچہ بیچ میں کچھ کھیت حائل ہوں۔ اور جو نہ شہر ہے نہ فناء شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور نہ صرف حرام بلکہ باطل کہ فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا اور نمازیں یعنی پنج گانہ شہر غیر شہر جہاں پڑھ لیں صحیح ہیں، مگر جمعہ کہ اس کا امام خاص اس طریق معین کا درکار جو اوپر مذکور ہوا اس کے لیے قبل جمعہ خطبہ کا ہونا لازمی کہ بے اس کے جمعہ نہیں پھر خطبہ کے لیے بھی کئی شرطیں جیسا کہ مراقی الفلاح کے حوالہ سے گذرا۔ اور اس کے لیے اذن عام بھی ضروری کہ بند گھر میں جمعہ صحیح نہیں۔ اسی طرح عیدین کے لیے سوا خطبہ کے سب ضروری ہے بخلاف نماز پنج گانہ کہ اس کے لیے نہ شہر ضرور نہ فناء، نہ امام خاص، نہ خطبہ، نہ اذن عام ضروری۔ یہ مسئلہ نہایت واجب الحفظ ہے، آج کل جہال میں بلکہ مدعیان علم و دانش میں یہ بلا پھیلی ہوئی ہے کہ جمعہ یا نماز عید کو پنج گانہ کی طرح سمجھ رکھا ہے ذرا سی کوئی بات ہوئی امام سے الگ مسجد وعیدگاہ سے جدا ہو گئے یا جمعہ یا نماز عید نہ ملی کسی مسجد میں ڈھائی آدمی جمع ہو گئے کسی کو امام ٹھہرا کر نماز پڑھ لیا اور سمجھا کہ نماز ہوگئی۔ حالاں کہ وہ نماز نہیں ہوئی اور اس کے پڑھنے کا گناہ الگ۔ اللہ توفیق بخشے، ہدایت دے کہ صحیح کو صحیح جانیں اور باطل سے جدا رہیں۔

آمین یارب العلمین صل وسلم علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بحمدہٖ تعالیٰ یہ مسئلۂ جمعہ کی ایسی تحقیق ہے جس سے اہل انصاف حق کے متلاشی باغ باغ ہو جائیں، دعائیں دیں، مبارکبادی پیش کریں اور شپرہ چشم، بوم صفت پیچ وتاب کھائیں، جلیں بھونیں، ٹھیک دوپہر میں بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ آفتاب عالم

تاب کا انکار کریں اور اہل حرمان وخسران اخوان الشیطان واصحاب خذلان بیہودہ اور فضول بکواس کریں، باطل پر جمے رہنے کا سامان کریں۔

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔ کے مصداق بنیں **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ من یہدہ اللہ فمالہ من مضل ومن یضللہ فمالہ من ھاد۔**

معتبر علمائے احناف اور قابل تقلید فقہاء انصاف کے ارشادات آپ کے نگاہوں کے سامنے ہیں ان کا مسلک ومذہب واضح طور پر بیان کردیا گیا ہے، حق وانصاف پسند کے لیے یہ مجموعہ مبرہنہ مبینہ کافی وافی شافی صافی ہے۔ مخالفین ومعاندین اعراض وانکار کریں اور ٹھیک دوپہر کو آنکھیں بند کرکے آفتاب جہاں تاب سے فیض نہ لے کر کور چشمی کا ثبوت دیں تو اس کا علاج کہیں نہیں۔ **عوام کالانعام** بتدریج راہ پر لائے جائیں ابتداءً انہیں منع کی حاجت نہیں، مگر ظہر کی ضرور تلقین کریں اور باجماعت پڑھنے کی یہ مغالطہ کہ ایک وقت میں دو نماز فرض جمعہ وظہر یہ دھوکہ ہے جب جمعہ عندالاحناف دیہات اور گاؤں میں، بن اور صحرا میں بمنزل نفل ہے وہ بھی مکروہ تو ایک ہی فرض ہوا دو کہاں؟ یہاں زبردست خرابی اس میں ہے کہ دیہات میں جمعہ فرض نہیں اور آپ نے فرض جانا یہ مفسد عقیدہ ہے، ایسے عقیدہ سے دور ہوجائیں، توبہ کریں، سچے پکے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے مقلد بنیں، ایں وآن چون وچرا کو چھوڑ دیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی پیروی کریں اس سے زیادہ تفصیل چاہتے ہیں تو کتب فقہیہ وفتاویٰ کا مطالعہ کریں بالخصوص فتاویٰ رضویہ جلد سوم کا اخلاص وانصاف کے ساتھ نظارہ کریں۔ ان شاءاللہ تبارک وتعالیٰ وہم کے سارے ظلمات چھٹ جائیں گے اور یقینیات کے اجالے میں پہنچ جائیں گے۔ **بفضلہ تعالیٰ وبکرمہ جل وعلی تم الجواب ظہر وزہر الحق والصواب۔**

سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ ھذا ما تیسر لی بتوفیق اللہ العزیز العلام الوھاب من صحیح البخاری اصح الکتب بعد کتب اللہ لامیرالمومنین فی الحدیث محمدبن اسمعیل البخاری م ۲۵۶ وعمدۃ القاری فی شرح البخاری للعلامۃ بدرالدین محمود العینی م ۸۵۵ ومن الکتب المستندۃالمتداولۃ الفقھیۃ من بدائع الصنائع لملک العلماء ابوبکر بن مسعود الکاسانی م ۵۸۶ وفتاویٰ قاضی خان للامام فخرالدین حسن بن منصور الا ورنجدی م ۵۹۲ والھدایۃ للشیخ برھان الدین ابوالحسن علی المرغینانی المرشدانی م ۵۹۳و کنزالدقائق لابی البرکات عبداللہ النسفی م ۷۱۰ وشرح الوقایۃ لصدر الشریعۃ عبیداللہ بن مسعود م ۷۴۷والعنایۃ للامام اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی م ۷۸۶وفتح القدیر للشیخ کمال الدین محمد ابن عبدالواحد الشھیر بابن الھمام م ۸۶۱ وتنویر الابصار لشیخ الاسلام محمد بن عبداللہ التمرتاشی م ۱۰۰۴ ومراقی الفلاح فی شرح نور الایضاح للشیخ حسن بن علی الشرنبلالی م ۱۰۶۹والدرالمختار للشیخ علاءالدین محمد بن علی الحصکفی م ۱۰۸۸ ورد المحتار اللعلامۃ الفقھیۃ الشیخ محمد امین الشھیر بابن العابدین الشامی م ۱۲۵۲ودر المنتقی فی شرح الملتقی للامام علاء الدین الحصکفی م ۱۰۸۸ وملتقی الابحر للامام محمد ابراھیم بن ابراھیم الحلبی ومجع الانھر، والقدوری لابوالحسین البغدادی م ۳۲۸والمبسوط والاخیتار لتعلیل المختار والتاتار خانیۃ ومیزان الکبریٰ ورحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃوکتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ والکفایۃ شرح الھدایۃ للعلامۃ

جلال الدین الخوارزمی والعامگیریة تمت جمعها ۱۰۸۵من سلطان الهنداور نگزیب م ۱۱۱۹و الفتاوی برهنه والرضویة والافریقة والاحکام للامام احمدرضا البریلوی م۱۳۴۰والامجدیة والبهارلصدر الشریعة ابوالعلا امجدعلی الاعظمی م۱۳۶۷و القانون للقاضی شمس الدین الجونفوری والنظام لامام النحوالفقیه العلامة غلام جیلانی المیرتی وغیرها مع قلة الفرصة و کثرة الاشتغال من الافتاء والتدریس والاهتمام للجامعة ولله الحمدوماتوفیقی الا باللہ واعلموا ان هذه الرسالة العجالة فی جواب مسئلة الجملعة مبارکة نافعة لاولی الالباب وذوی العدل والانصاف وحرزمن التلبیس وحصن حصین للمقلدین من الشیطن اللعین ونقحت فیها تنقیحا کثیراً وان کنت لست بذلک جدیرا متوکلا علی الله تعالیٰ و متوسلاً بوسیلة حبیبه الکریم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تسلمیاً کثیراً کثیراًوهو حسبی ونعم الو کیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر وتعاوننی علیها بالنقل والکتابة تلمیذی واعزی اخی فی الدین المولوی محمد مصلح الدین البرکاتی صانه الله المولیٰ تعالیٰ عن موجبات التلهف والتأسف واصلح حاله وباله المتعلم بالجامعة الحنفیة الغوثیة الواقعة بلد جنکفور نیبال، وجعل المولیٰ تعالیٰ سعینا مشکورًا واذا صارت هذه العجالة بصورة الرسالة فاحببت ان اسمیها فسمیتها تحقیق المسئلة فی الجمعة المبارکة لیکون بموضوعها الشعار والعلامة ونسئل الله تعالیٰ ان یصلی علی رسوله محمد وآله واصحابه وان یمیتنا علی الایمان وان یسعدنی بلقائه وان یتقبل

هذه العجالة وينفع بها عباده المومنين المقلدين ويغفر لی ما فرط منی فیها وفی غیرها انه علی کل شئ قدیر وصلی الله تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلی آله صحبه وسلم ابدا بدا آمین یارب العالمین۔

انا المفتقر الی المقتدر جیش محمد الصدیقی البرکاتی غفرله ولوالدیه ومشائخه ومحبیه بمنه وکرمه المدرس بالجامعة الحنفیة الغوثیة لاهل النسة والجماعة وقد وقع الفراغ عنها یوم الاثنین لثمان من ربیع النور ربیع الاول الشریف سنة ثلاثة عشر بعد الالف و اربعمائة من الهجرة النبویة علیه التحیة والثناء وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وذریاته واهل بیته اجمعین۔

۸/۳/۱۴۱۳ھ

روز ایمان افروز دوشنبہ بعد العصر قبل المغرب

والحمدلله علی نواله والصلوٰة والسلام علی رسوله وآله